REGD E-P-NO67
رجسٹرڈ ای پی نمبر ۶۷

جلد ۶ | ۱۹ر صلح ۱۳۳۵ہش ۔ ۱۷ر جمادی الثانی ۱۳۷۶ھ ۔ ۱۹ر جنوری ۱۹۵۷ء | نمبر ۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۴ر جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ ربوہ ۱۴ر جنوری۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کو کئی دن بڑی کمزوری رہی اور کھانسی اٹھتی رہی بخار ۹۹ ۱/۲ تھا۔ ٹمپریچر آج نارمل ہوگیا ہے۔ لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۷ر جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ ۱۴ر جنوری کو ربوہ سے قادیان تشریف لے آئے اور آج ایک بجے علاقہ جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ خیر و عافیت سے منزل مقصود تک پہنچائے اور بخیریت دار الامان واپس لائے۔ آمین۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ رحلت فرما گئے

اِنّا للہ واِنّا اِلیہ راجعون

قادیان میں نماز جنازہ غائب اور تعزیتی جلسہ

قادیان ۱۴ر جنوری۔ جناب ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ کی طرف سے بذریعہ تار یہ افسوسناک خبر موصول ہوئی۔ کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کل صبح رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ خبر ملتے ہی صدر انجمن احمدیہ کے جملہ دفاتر اور درسگاہوں میں تعطیل ہوگئی۔ اور بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں زیر صدارت محترم مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام بعنوان محمود کی آمین سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے گئے جو موقعہ محل کے لحاظ سے نہایت ہی موزون تھے۔

پہلی تقریر جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظر تعلیم و تربیت نے فرمائی جس میں آپ نے حضرت مفتی صاحب کے مناقب بیان فرماتے ہوئے مختصر طور پر مگر نہایت عمدہ پیرایہ میں بتایا کہ کس طرح آپ نے اپنی جوانی کے ابتدائی زمانہ میں ہی اپنے تئیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور باوجود اس کے کہ اُس وقت کے بعض خاص خدمت گذار بعد میں ٹھوکر کھا کر جماعت حقہ سے الگ ہوگئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو اس بات کی توفیق دی کہ خدمت دین کے ساتھ عشق و محبت کا سچا اظہار کرتے ہوئے آخری دم تک خلافت سے وابستہ رہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مفتی صاحب کے ساتھ بہت محبت تھی۔ آپ کو ایک عرصہ تک آپ کی پاک صحبت میں رہ کر حضور کی ڈاک لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور یورپ میں مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہلے پہل آپ کی خط و کتابت کے ساتھ ہی پہنچا۔ اور امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی کے ساتھ جو حضور کا مباہلہ ہوا اس کی خط و کتابت میں بھی حضرت مفتی صاحب کو اپنے آقا کی خدمت بجا لانے کا بہترین موقعہ میسر آیا۔ محترم حکیم صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت مفتی صاحب کے پہلی جنگ عظیم کے وقت امریکہ کی طرف تبلیغی اغراض سے سفر پر روانہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اس بحری جہاز کے بسلامت منزل مقصود کو پہنچ جانے کی تسلی دینے کا واقعہ بیان کیا جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اشارہ پا کر جہاز کے افسران کو اس کی اطلاع دی کہ یہ جہاز غرق نہیں ہوگا۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت مفتی صاحب کے نمونہ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے

بعد ازاں جناب مولوی برکات احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ کا ایک مضمون سنایا گیا۔ جس میں آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی منظوم کلام کے اس حصہ کا ترجمہ پیش کیا جس میں آپ نے صحابہ کرام کے بلند مقام اور ان بزرگان کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اس سے آپ نے اس طرف توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بھی ویسا ہی نمونہ رکھتے ہیں۔ اور ان کی زندگیاں [illegible] ہم لوگوں کے لئے مشعل راہ [illegible]

کانگرس کا انتخابی منشور!

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

پھلواری وہی اچھی جس میں رنگ برنگ کے پھول ہوں۔ اور چشمہ وہی اچھا جو ان کے دلوں کے لئے آب حیات ہو۔ دیکھ اے باغبان! تو اس چمن کی پرانی روایات کا محافظ ہے۔ تو خالق زینت و معمار وطن ہے۔ اُٹھ اور اس گلشن کو خزاں کی ستم رانیوں سے یوں آشنا کر کہ اس کا ہر پتہ سدا بہار بن جائے۔

انتخابی منشور ہندوستان کی سیاسی پارٹیاں جنرل الیکشن کی تیاریاں کرنے لگیں۔ کانگرس نے اپنا انتخابی منشور شائع کر دیا۔ چالیس کروڑ انسانوں کی قسمت کے فیصلہ کا وقت قریب آگیا۔ بھارت کے ہر باشندہ پر ایک قومی و ملکی ذمہ داری آن پڑی۔ اور اب یقیناً وہی وفادار قوم و محب وطن ہے۔ جو امانت و دیانتداری کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کیلئے تیار ہے۔

انتخاب امیدوار اس الیکشن کی ابتداء فروری میں ہونے والی ہے۔ اس دن ہم اپنے صوبہ اور مرکز کے لئے ایسے نمائندہ کو منتخب کریں گے۔ جو اسمبلی ہال اور پارلیمنٹ ہاؤس میں بیٹھ کر نہایت صحت مندانہ فکر و عمل کے ساتھ ہماری طرف سے قوم و ملک کی خدمت کر سکے۔ اپنے نمائندہ کا صحیح انتخاب ہی وقت کا سب سے اہم سوال ہے۔ یہ وقت ایسا مشتبہ ہوتا ہے۔ کہ دوست و دشمن کی تمیز دشوار ہوتی ہے۔ ہر امیدوار کامیابی کی ایک کرسی لینے کے لئے ہمارے سامنے نہایت مخلص۔ ہمدرد اور غمگسار بن کے آتا ہے ان میں سے بہتیرے ایسے ہوتے ہیں جن کا طریق فکر و عمل ہم سے بالکل جداگانہ ہوتا ہے۔ وہ دوست نما دشمن بلکہ مار آستین ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ وقت کسی حسین وعدوں پر اعتماد کا نہیں۔ بلکہ الیکشن کیمپ میدان محشر کے مشابہ ہوتا ہے۔ جہاں ہر پارٹی کے اعمال ناموں کو دیکھ کر کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے اگر ہم الیکشن کے اس بحرانی دور کے کردار پر اعتبار کریں تو ہر پارٹی آدمیت کی ترجمان اور ہر امیدوار انسانیت کا مجسمہ معلوم ہوتا ہے۔ وہی جن سنگھ اور ہندو مہاسبھا، جس نے کل مصر کے مقابلہ میں یہودیوں کو دس ہزار رضاکاروں کی پیشکش کی۔ اور جس نے محض اس بنا پر ہمارے وزیر اعظم کی مخالفت کا بیڑا اٹھا لیا ہے کہ آپ نے مصر و انڈونیشیا کا ساتھ دے کر ایک اسلامی بلاک بنا دیا ہے۔ آج اس کے دروازے مسلمانوں کے لئے بھی کھل گئے ہیں دراصل یہ الیکشن کے کرشمات ہیں۔ جنہیں دیکھ کر ہر خاص و عام اپنا قومی۔ ملکی اور اخلاقی توازن کھو بیٹھتا ہے۔

کانگرس اور دوسری پارٹیاں سب سے پہلے ہمیں مسائل انتخاب پر قومی و ملکی مفاد کے نقطہ نظر سے غور کرنا چاہیئے۔ اس وقت ہمارے ملک کے سامنے بہت سے اہم مسائل ہیں۔ سماجی و معاشی نظام کی اصلاح و ترقی۔ گرام سدھار۔ دوسرا پنج سالہ منصوبہ۔ گوا و کشمیر کے مسائل بین الاقوامی حالات۔ الجیریا۔ ہنگری و مصر جیسے مظلوم ممالک کی دادرسی۔ اور حفاظت اقلیت وغیرہ۔ اور موجودہ دور میں جو زمانہ کا نازک ترین دور کہلاتا ہے۔ ایک تجربہ کار۔ دور اندیش اور سنجیدہ مزاج پارٹی ہی ان مسائل کو صحیح طور پر حل کر سکتی ہے۔ ہم اپنی کوئی چھوٹی بات ہی مجبوری [illegible]

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۵۷ء

جنوبی ہند کا تبلیغی دورہ

محترم جناب ناظر صاحب دعوت وتبلیغ علاقہ جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ کے لئے ۱۷ر جنوری کو قادیان سے روانہ ہو چکے ہیں اس دورہ کا تفصیلی پروگرام ۲۰ر دسمبر ۵۶ء کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ امید ہے کہ متعلقہ جماعتیں اس کے لئے اچھی طرح تیاری کر چکی ہوں گی۔ اور اس موقعہ سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ اُٹھانے کی کماحقہ کوشش کریں گی۔

یوں تو ہماری جماعت میں تبلیغی دورے ہر سال ہی ہوتے ہیں۔ مگر امسال محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت وتبلیغ کے بنفس نفیس دورہ کے لئے روانہ ہونا غیر معمولی خصوصیات اور روحانی برکات کا حامل ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے آپ ایسے مبارک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کے متعدد افراد کے متعلق حضرت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے خبر دے رکھی تھی کہ:-

لوکان الایمان معلقاً بالثریا
لنالہ رجال من ابناء فارس

کہ آخری زمانہ میں جب دلوں سے سچا ایمان اُٹھ جائیگا تو چند فارسی الاصل مردان خدا ثریا پر سے ایمان کو واپس لائیں گے۔

اگرچہ جماعت کے تبلیغی شعبہ کے افسر اعلیٰ ہونے کے لحاظ سے محترم صاحبزادہ صاحب کا یہ تبلیغی دورہ اس شعبہ کی ترقی اور اسی کے آئندہ کام کو زیادہ منظم اور کامیاب بنانے کا موجب ہوگا۔ لیکن علاقہ جنوبی ہند کے احباب جماعت اور مبلغین کی خاص خوش قسمتی ہے کہ اُنہیں اس بابرکت وجود کی معیت میں جہاد کبیر میں حصہ لینے کا موقعہ میسر آرہا ہے!! پس دوستوں کو چاہیئے کہ اس سنہری موقعہ کو کسی صورت میں بھی ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ اوّل آپ کی پاک صحبت سے اپنے ایمانوں کو جلا دیں۔ دوسرے جن باتوں کی طرف احباب جماعت کو متوجہ کریں۔ انہیں دل میں جگہ دیتے ہوئے اپنے اندر نمایاں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں جس سے یہاں ایک روحانی انقلاب لانے کا محکم پروگرام بن جائیں۔ پہلے اپنے دلوں کو پاک وصاف کریں۔ اور پھر دوسروں کو نیک باتوں کی تحریک کریں اور اس راہ میں پیش آمدہ اپنی مشکلات وفد کے سامنے رکھیں اور مل کر ان کا حل سوچیں اور باہمی مشورہ کے ساتھ ایسا رستہ نکال لیں۔ جس میں کم سے کم وقت میں اپنے ارد گرد کے زیادہ سے زیادہ ہموطنوں کو اُنہیں انوار و برکات سے بہرہ اندوز فرمانے میں کامیاب ہوسکیں۔ جن سے خود آپ لوگوں کے دل منور ہوئے اور ان میں ایمان وایقان کا بیج بو یا گیا۔

دنیا نے بڑی ترقی کی اور باوجود مادی ترقی کے انتہا تک پہنچ جانے اور تمام اسباب کو فراہم کرلینے کے اُن کے دل حقیقی سکون و اطمینان سے خالی ہیں۔ وہ ہر قسم کے آسائش حیات اپنے ارد گرد جمع کرلینے کے باوجود ایک غیر معمولی خلا پاتے ہیں۔ پس اس خلا کو اس خدائی برکت اور نور ہی سے پُر کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ قیمتی خزانہ آپ کے پاس موجود ہے۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اپنے اپنے حلقہ تعارف میں اس کی نشاندہی کریں تاسب ہی اس سے مالا مال ہوجائیں۔

پھر ایسے اجتماعی مواقع پر سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو بھی پیش نظر رکھنا از حد ضروری ہے جو امسال جلسہ سالانہ قادیان پر پیغام کی تلاوت میں موصول ہوا اور جسے اخبار بدر میں اسی وقت شائع کر دیا گیا۔ اس پیغام کا ایک ضروری حصہ سال رواں میں پندرہ مولوی تیار کرنیکا ارشاد ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضور کے ایسے ارشادات بہ اُسی وقت مرکز کا منشاء عمل در آمد کر سکتا ہے۔ جبکہ احباب جماعت زیادہ سے زیادہ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ اور مالی قربانیوں کے ساتھ (جن کا اعلیٰ نمونہ ہمیشہ ہی ہماری جماعت دکھاتی آرہی ہے) اس طور پر جانی قربانیاں بھی پیش کریں کہ اپنے بیٹوں کے نوجوانوں کو مرکز میں دینی تعلیم کے لئے بھجوائیں۔ تا حضور کی سکیم کو عملی جامہ پہنانے میں آسانی ہو۔

علاوہ ازیں مرکزی دفاتر میں تعلیم یافتہ کارکنوں کی جو میٹرک پاس اور گریجوایٹ ہوں از حد ضرورت ہے۔ اس کی طرف بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت ہائے ہندوستان کو بارہا توجہ دلا چکے ہیں۔ چنانچہ اخبار بدر میں حضور کی طرف سے ایسے اعلانات بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے جو دوست اپنے تئیں اس قابل پائیں یا اُن کے علم میں ایسے موزوں دوست ہوں تو اس بارہ میں بھی وفد کو باخبر کریں۔

بہرحال اس تبلیغی دورہ کو کامیاب بنانا اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانا اب آپ حضرات ہی کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ آپکو اس کی توفیق دے۔ آمین

قصیدہ محمود!

از جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظر تعلیم وتربیت قادیان

برائے ایزدِ ما ہست حمدِ لامحدود　　که داد ما را محمدؐ هم احمدؑ و محمودؓ
بظاہر ہر سہ جدا اند در مراتب خویش　　بباطن اند چو یک جاں بغایتِ مقصود
دریں جہاں جز ایں نیست مقصدِ ایشاں　　کہ گمرہاں را نمایند راہِ ربِّ ودود
خدائے زندہ را ہرگز نمی شناختنے　　عطا شدے نہ گر ایں خیلِ پاک از رہِ جود
ہر آئینہ نہ شود شکرِ حق ادا گرچہ　　تمام عمر گذاریم در رکوع و سجود
شناد نعمت چہ آید ز ما بجز اینکہ　　بنام شاں برسانیم بے شمار درود
خدا نہ اند ولیکن خدا نما ہستند　　دلیلِ ہستیِ او اندر جہان شود
محمدِ عربی بر ہمہ شرف دارد　　یو و مسیح و موسیٰ کہ نوح و صالح و ہود
او خاتم است ہمہ اولیں و آخریں را　　از آں زماں کہ در خاک و آب آدم بود
او ختم کرد کتابِ نبوتِ شرعی　　ولے نہ کرد ایں نعمت و ہر درے مسدود
او رحمت است برائے جہاں ز رحمت نیست　　ز فیضِ خود درِ رحمت وسیع تر بکشود
دریں زمانہ دلیلش غلام احمد است　　ز فیضِ او شدہ عیسیٰ و مہدیِ معہود
بروزِ سعد طفوی ہست احمدِ قدنی　　بہ حلہ ہائے ہمہ انبیا ظہور نمود
چہ آبلہ اند کہ خواہند ز آسماں عیسیٰ　　ونیز دعوے کہ بابِ نبی شدہ مسدود
آں ربِّ و رحماں کہ ہر نعمت زمینی داد　　چرا او نعمتِ روحانی میکند مفقود
ہمیں زمانہ پُر فستن و ہم فساد فی الارض　　ز فضلِ رب شدہ مبعوث مصلحِ موعود
فساد ہائے ہمہ اندرون و بیرونی　　مقدر است کہ از وست او شود نابود
خدائے ما کہ ز رُوشن نزولِ خود گفتہ　　بنامِ مظہرِ حق و العلیٰ او جلوہ نمود
دریں زمانۂ الحاد و کفر گویا کہ　　خدائے ما بہ لباسِ مجاز کردہ ورود
ہزار ذم کنند حُسّادِ بد زباں چہ شود　　خدائے پاک نہاد است نام او محمود
ز فتح و غلبۂ الٰہی تو سرخ روئیش کنی　　و دشمناں و حسوداں را کنی کبود و کمود
خدایا صحت و عمرِ دراز او را بخش　　ونیز بر سرِ ما دار فضلِ او ممدود

قبول فرما تو اے ذوالمنن دعائے خلیل
دلوں فتحِ مبیں لغتہ بسیار بزود

قابل تقلید مثال

میاں خدا بخش صاحب سکنہ ضلع فاضل درویش قادیان کی درخواست پر کہ اس وقت ان کے پاس گیارہ سَو روپیہ موجود ہے کیا اس رقم سے حج بدل کرادیں یا مسجد مبارک میں چھوٹا سا پمپ لگوادیں یا یہ رقم بہشتی مقبرہ کی دیوار کی تکمیل کے لئے دیدی جائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل ارشاد فرمایا ہے

"جزاکم اللہ اخبار میں بھی شائع کریں کہ ایسے مخلص موجود ہیں حج بدل ہو جائے تو اچھا ہے تاکہ جماعت میں حج کی طرف توجہ پیدا ہو مگر یہ حج بدل دیکھ کر سکتا ہے جس نے پہلے حج کیا ہو" (ناظر اعلیٰ اصلاحِ وارشاد قادیان)

اللہ تعالیٰ نے اسلام کے عظیم الشان باغ کی نگہبانی آج تمہارے سپرد کی ہے پس دل و جان سے اس کی حفاظت کرو

آج احمدیت کے ذریعہ اس باغ کے پودے دنیا کے کونے کونے میں لگا دیئے گئے ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایمان افروز اور پُر معارف تقریر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر "سیر روحانی" کے موضوع پر جو پُر معارف علمی تقریر فرمائی تھی۔ اس کے شروع میں حضور نے بعض متفرق اہم امور بھی بیان فرمائے تھے۔ تقریر کے اس حصے کا ملخص اپنے الفاظ در ج ذیل کیا جاتا ہے (ادارہ)

ربوہ ۲۸ دسمبر۔ آج نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کا آخری اجلاس شروع ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جو شام کے مخلص احمدی نوجوان السید سلیم الجابی صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریر شروع فرمائی۔ حضور نے فرمایا میری آج کی تقریر کا موضوع تو "سیر روحانی" ہے۔ لیکن اصل موضوع پر بولنے سے قبل میں چند ایک متفرق امور بیان کرنا چاہتا ہوں

ربوہ کی زمین

حضور نے فرمایا ربوہ میں ایک ہزار ایکڑ زمین خرید کی گئی تھی۔ آبادی کی غرض سے اس میں سے دو حصے صدر انجمن احمدیہ کو اور ایک حصہ تحریک جدید کو دے دیا گیا تھا۔ انہی حصوں میں کالج۔ سکول اور دفاتر کی عمارتیں تعمیر ہوئی ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ جماعت کے دوست پریشان ہیں کہ ربوہ میں زمین نہیں ملتی۔ میں نے اس پریشانی کے پیش نظر اور یہ سمجھتے ہوئے کہ زمین ضرور ختم ہو جائے گی۔ احتیاطاً کارکنوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ ربوہ کی زمین سے ملحق زمین بھی خریدنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اب کافی تعداد میں سکنی کنالوں کی صورت میں زمین سلسلہ نے خرید لی ہے۔ اور میں آج یہ اعلان کرتا ہوں۔ فی الحال سو کنال زمین چار سو روپیہ فی کنال کے حساب سے جماعت میں فروخت کر دی جائے گی اس سلسلہ میں دو مہینے کی میعاد مقرر کی جاتی ہے لیکن اگر اس میعاد کے ختم ہونے سے پہلے ہی زمین بک گئی۔ تو پھر دو ماہ کی یہ شرط خود ہی اڑ جائے گی۔ دو ماہ کی میعاد گذر جانے کے بعد پیچھے والوں کا یہ حق ہوگا۔ کہ وہ اسے منافع پر فروخت کریں۔ اسی طرح محلہ الف میں بھی پندرہ کنال زمین برائے فروخت موجود ہے۔ لیکن اس کی قیمت ۵۶۲/۸ روپے فی کنال ہے۔ جو دوست یہ زمین لینا چاہیں وہ نورا دفتر آبادی میں جا کر پیسے جمع کرا دیں۔ اور زمین اپنے لئے ریزرو کرا لیں۔ لیکن یاد رہے کہ پہلے کی طرح یہ نہیں ہوگا۔ کہ زمین لے کر غیر معین عرصہ تک اُسے یونہی رہنے دیا جائے۔ اور اس پر مکان نہ بنایا جائے۔ مقررہ مدت یعنی تین چار ماہ کے اندر یا تو اس پر مکان بنانا ہوگا۔ اور یا پھر انجمن کی اجازت سے کر آگے اسے فروخت کرنا پڑے گا۔

اول و دوم آنے والی مجالس

خدام الاحمدیہ

اس کے بعد حضور نے اعلان فرمایا کہ اس سال شہری مجالس میں سے خدام الاحمدیہ کراچی اول اور خدام الاحمدیہ کوئٹہ دوم رہی ہے۔ چنانچہ اول آنے والی مجلس کراچی کو علم انعامی حاصل کرنے کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ دیہاتی مجالس میں سے کرنڈی ضلع خیرپور کی مجلس اول آئی ہے دوم کے لئے چونکہ اس سال کوئی معیار مقرر نہیں تھا۔ اس کا مقابلہ نہیں ہوا)

کتاب مذہبی راہ نما کے ناشرین کی طرف سے معافی نامہ

حضور نے فرمایا کل میں ایک ضروری بات بیان نہیں کر سکا۔ وہ یہ کہ کچھ عرصہ ہوا۔ ہندوستان میں ایک امریکی کتاب "مذہبی راہ نما" کا ترجمہ شائع ہوا تھا۔ جس کی اشاعت میں بھارت کے ایک صوبہ کے گورنر مسٹر منشی کا بھی حصہ تھا۔ اس کتاب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں بعض ہتک آمیز فقرات تھے۔ جن کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمانوں میں بڑی بے چینی پھیلی۔ اور اتنی شورش ہوئی کہ سینکڑوں مسلمان مارے گئے اور ہزاروں قید ہوئے اور ابھی تک مقدمے اور سزائیں بھگت رہے ہیں۔ حکومت پاکستان نے اور بھارت کی حکومت نے بھی اس کتاب کو ضبط کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں نے اس پر ایک خطبہ پڑھا تھا جس میں یہ کہا تھا کہ اس کتاب کو محض ضبط کر نے سے غیر مسلموں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ شاید اس کا جواب مسلمانوں کے پاس نہیں ہے۔ اس لئے اس کو ضبط کرنے کی بجائے اصل طریق یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اس کا مُسکت اور معقول جواب لکھا جاتا۔ اور اس کی امریکہ اور ہندوستان میں وسیع پیمانے پر اشاعت کی جاتی۔

اب اطلاع موصول ہوئی ہے کہ میرے اس خطبہ کی تعمیل میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں اس کا جواب لکھا جا چکا ہے۔ جو جلد انشاء اللہ شائع کر دیا جائے گا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ اس کا جواب اردو میں ترجمہ کر کے ہندوستان میں شائع کیا جائے لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ بمبئی۔ مدراس وغیرہ کی طرف انگریزی زبان اتنی عام ہے۔ کہ ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ انگریزی کتاب ہی کام دے سکتی ہے۔ اس لئے یہی کتاب انشاء اللہ العزیز ہندوستان میں بھی تقسیم کر دی جائے گی۔ تاکہ غیر مسلموں کو پتہ لگ جائے کہ ہم کسی کے اعتراضوں سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ ہر اعتراض کا مدلل اور معقول جواب اسلام نے ہمیں مہیا فرمایا ہے۔ اس کتاب میں الزامی جواب شامل نہیں کئے جائیں گے۔ صرف تحقیقی جواب ہوں گے۔ کیونکہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے کتاب مذہبی راہ نما دیکھی ہوئی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اعتراضات غلط فہمی کی بنا پر کئے گئے ہیں نہ کہ شرارت کی نیت سے اس لئے الزامی جواب کی ضرورت نہیں صرف تحقیقی جواب کافی ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ ہوتا ہے میری یہ تجویز ایسی کارگر ہوئی ہے کہ ابھی کتاب "مذہبی راہ نما" کا جواب شائع بھی نہیں ہوا کہ اس کے چھاپنے والوں کی طرف سے معافی نامہ آ گیا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہماری حقیر کوشش کو غیر معمولی طور پر کامیاب کیا۔ کتاب کو ضبط کرنے کا نتیجہ تو نہ جانے کب نکلے۔ لیکن ہماری طرف سے اس کے جواب کا نتیجہ اس کی اشاعت سے بھی پہلے اس رنگ میں نکل آیا کہ کتاب کے ناشرین نے کھلے الفاظ میں معافی اور معذرت کا اظہار کر دیا۔ یہ معذرت نامہ انہوں نے ہمارے ان امریکی مبلغین کے نام بھیجا ہے۔ جنہوں نے اس کا جواب شائع کیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر حضور نے یہ معافی نامہ پڑھ کر سنایا۔

منافقین کے ایک اعتراض کا جواب

حضور نے فرمایا گذشتہ دنوں منافقین جو اعتراضات کرتے رہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ جماعت کے خزانہ میں امام جماعت احمدیہ کے نام حساب اوور ڈرا (زیادہ صرف) ہوا ہوا ہے۔ ان لوگوں کے اعتراضات تو سرے سے ہی بے بنیاد ہوتے ہیں۔ صرف یہ اعتراض ایسا ہے۔ جو واقعی درست تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ بیماری کے زمانہ میں غیر متوقع طور پر جو ہنگامی اخراجات ہوتے رہے ان کی وجہ سے واقعی میرا حساب اوور ڈرا ہو گیا تھا۔ میں انجمن کا پرانا امانت دار ہوں۔ اور پرانے امانت داروں کو تو بنک بھی یہ رعایت دیا کرتے ہیں کہ اگر کبھی ان کا حساب اوور ڈرا ہو جائے تو اس کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ بہرحال میری بیماری اور سفر یورپ کے ہنگامی اخراجات کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اب میں نے ساری رقم ادا کر دی ہے اور دفتر امانت کے افسر نے مجھے یہ تحریر بھی دے دی ہے کہ اب حساب اوور ڈرا نہیں ہے اور ایک ایک پیسہ میری طرف سے ادا کیا جا چکا ہے۔

مسئلہ کشمیر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے مستقبل میں ظاہر ہونے والے بعض امکانی تغیرات کا ذکر فرمایا اور تحریک کی کہ دوستوں کو اس سلسلہ میں خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔

ریویو آف ریلیجنز

حضور نے فرمایا۔ کل میں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کے متعلق تحریک کی تھی۔ بعض دوستوں نے ابھی سے

وعدے لکھوانے شروع کر دیئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انشاء اللہ ہماری تحریک جلد کامیاب ہو جائے گی۔ میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ رسالہ کا ایک مینیجر فرد خت مقرر کیا جائے، جو خاص طور پر توسیع اشاعت کے کام کی نگرانی کرے کوئی وجہ نہیں کہ اگر ہم صحیح رنگ میں منظم صورت میں کوشش کریں۔ تو کامیاب نہ ہوں ادھر جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ واپس جاکر اس تحریک کو کامیاب کرنے کی کوشش کریں اور رقمیں بھجوائیں۔ خدا تعالیٰ نے چاہا تو انشاء اللہ اس سال ہم اس کی اشاعت پانچ ہزار تک اور اگلے سال کے آغاز تک دس ہزار تک پہنچانے کامیاب ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی کئی خالد دے رکھے ہیں

حضور نے فرمایا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی صورت میں جو نعمت تمہیں دی ہے اس کی قدر کرو اور منہ زور مت ہو ورنہ یاد رکھو کہ میرے پاس ایسے خالدین ولید بھی ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دینگے جب پیغامیوں نے خلافت کے خلاف فتنہ کھڑا کرنا شروع کیا تو اس وقت صرف میرے وجود سے ہی اللہ تعالیٰ نے خالد کی طرح کام لیا اور مجھے اس نے یہ توفیق بخشی۔ کہ میں چالیس سال تک متواتر پیغامیوں کے خلافت پر حملوں کا دفاع کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے میری زبان میں ایسی برکت دی کہ ہزاروں ہزار افراد میرے ساتھ شامل ہو گئے یہی غیر معمولی برکت کا ایک اظہار آج کا یہ جلسہ بھی ہے۔ پیغامی یہ نہ سمجھیں کہ اب وہ خالد نہیں رہے۔ جو ان کے حملوں کا جواب نہیں دیں گے۔ اب بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کئی خالد دے رکھے ہیں۔ مثلاً شمس صاحب مولوی ابو العطاء صاحب اور خادم صاحب ہیں۔ جو ان کے حملوں کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ اور دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قلموں میں زیادہ طاقت اور برکت بخشے تاکہ وہ ان بت خانوں کو جکنا چور کر کے رکھ دیں۔ جو ان لوگوں نے اپنے اعتراضات حملوں اور وساوس سے تیار کر رکھے ہیں

غزنوی خاندان کی احمدیت دشمنی

حضور نے فرمایا کل میں نے اسلامی نظام کی مخالفت اور اسکے پس منظر کی وضاحت کرتے ہوئے مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی کا بھی ذکر کیا تھا۔ جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی پہلی بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اور جن کے ساتھ مل کر مولوی عبد المنان صاحب وغیرہ خلافت کے خلاف محاذ قائم کرنے اور بزعم خود اپنے خاندان کی "وجاہت" بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس غزنوی خاندان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت سے ہی احمدیت کے خلاف سخت دشمنی ہے۔ اس خاندان کے ایک بزرگ نے خواب دیکھا تھا کہ قادیان سے ایک نور ظاہر ہوا ہے۔ لیکن میرا خاندان اس نور سے محروم رہا ہے۔ چنانچہ واقعی یہ خاندان احمدیت کے نور سے محروم رہا۔ اس خاندان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کفر کے فتووں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے فتووں میں جو چھپے ہوئے موجود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شان میں سخت بدزبانی سے کام لیا۔ اس موقعہ پر حضور نے ان فتووں کے بعض اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے جو شدید بدزبانی بلکہ گالیوں پر مشتمل تھے۔ اب دوست خود اندازہ لگائیں کہ جو لوگ اسی خاندان کے ساتھ مل کر خلافت حقہ احمدیہ کو مٹانے کے درپے ہیں۔ وہ کس حد تک احمدیت کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اپنے قلوب میں رکھتے ہونگے۔

اسلام کے روحانی باغ کی دل و جان سے حفاظت کرو

اس کے بعد حضور نے "سیر روحانی" کے موضوع پر اپنی پر معارف تقریر شروع فرمائی جس میں حضور نے دنیوی باغات کے بالمقابل اسلام کے روحانی باغ کا نقشہ پیش فرمایا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے۔ اس ضمن میں حضور نے ایسے اچھوتے نکات اور معرفت سے لبریز حقائق پیش فرمائے۔ جنہیں سنکر سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور بار بار اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد اور حضرت فضل عمر زندہ باد کے نعرے فضا میں گونج اٹھتے۔ اس عظیم الشان باغ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کی نگہبانی تمہارے سپرد کی ہے۔ اس کی دل و جان سے حفاظت کرو۔ اس پر خواہ کتنے ہی حملے ہوں تم سینہ سپر ہو کر کھڑے رہو۔ اور یہ عہد کر لو کہ خواہ کچھ ہو ہم نے اس باغ کو اجڑنے نہیں دینا۔ ساتھ ہی دعائیں بھی کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے اس عہد کو نبھانے کی توفیق دے۔ آمین پہلوں نے محمد کا باغ مسیح کے سپرد کر دیا۔ خدا وہ دن نہ لائے کہ تم بھی ایسا ہی کرو۔ خدا کرے کہ تم نہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کی حفاظت کرو۔ بلکہ مسیح کے باغ کو بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دو۔ اور کبھی کوئی خبیث تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ نہ ڈال سکے۔ کہ تم نعوذ باللہ مسیح موعود کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر پیش کرو۔ بلکہ خدا کرے کہ ہمیشہ ہی تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام اور شاگرد ہی سمجھتے رہو اور اس یقین پر قائم رہو کہ مسیح موعود کو جو کچھ ملا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور غلامی کے طفیل ہی ملا۔

اختتامی دعا

سیر روحانی کے موضوع پر حضور نے تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا:۔

اب ہمارا جلسہ ختم ہو رہا ہے۔ میں جلسے کی اختتامی دعا کراتا ہوں۔ تمام دوست اس میں شریک ہو جائیں۔ اور خصوصیت سے اس امر کی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کی ترقی کے سامان پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں پھر واپس قادیان واپس لے جائے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ربوہ غیر آباد ہو جائے گا۔ اپنے دل و دماغ میں کبھی یہ وہم بھی نہ آنے دو کہ قادیان جانے کی وجہ سے ربوہ اجڑ جائے گا۔ ربوہ کے چپہ چپہ پر اللہ اکبر کے نعرے لگ چکے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔ یہ بستی انشاء اللہ قیامت تک خدا کی محبوب بستی رہے گی۔ یہ بستی انشاء اللہ کبھی نہیں اجڑے گی بلکہ قادیان کی اتباع میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتی رہے گی۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور نے ۴۵ پیغامات کا خلاصہ پڑھ کر سنایا۔ جو بذریعہ تار یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ بلاد عربیہ۔ انڈونیشیا۔ سیلون۔ بورنیو ماریشس۔ غرض دنیا کے گوشے گوشے سے جلسہ سالانہ کی تقریب پر موصول ہوئے اور جن میں جلسہ سالانہ کی شمولیت کی سعادت حاصل کرنے والے احباب کی خدمت میں السلام علیکم اور مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کی درخواستیں کی گئی تھیں۔

پیغامات

پیغامات کا خلاصہ پڑھے جانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ باہر سے جلسہ کے موقع پر جو پیغامات آئے ہیں۔ ان سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے باغ کے اس پودہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے مغرب سے مشرق تک اور شمال سے جنوب تک دنیا کے کونے کونے میں لگا دیا ہے بحر منجمد شمالی سے لے کر بحر منجمد جنوبی تک دنیا کے قریباً ہر حصے میں احمدیت کے نام لیوا موجود ہیں۔ امریکہ۔ سکنڈے نیویا ہالینڈ۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین۔ انگلستان شام۔ عراق۔ ملایا۔ سنگاپور۔ انڈونیشیا۔ سیلون۔ بورنیو۔ شمالی افریقہ۔ مغربی افریقہ اور ماریشس۔ غرض دنیا کے ہر علاقہ اور ہر گوشہ میں آج احمدی موجود ہیں۔ جو اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور اپنی تبلیغ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے پیدا کر رہے ہیں۔ ہمیں کافر کہنے والے بتائیں تو سہی کہ آخر گزشتہ تیرہ سو سال میں انہیں کیوں خدمت کی توفیق نہ ملی۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور اسلام کی یہ خدمت ہی کفر ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اسی کفر پر قائم رکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کیا خوب فرمایا ہے کہ

> بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
> گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

دراصل اسلام کی تبلیغ کرنا اور اس کے دین کے لئے قربانی کی روح پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور اسی کے فضل سے ہو سکتا ہے۔ اور یہ فضل آج اس نے ہمیں ہی عطا فرمایا ہوا ہے۔

مبلغین کے لئے خصوصیت سے دعا کرنے کی تحریک

آخر میں حضور نے فرمایا۔ اختتامی دعا میں دوست ان مبلغین کو خصوصیت سے یاد رکھیں۔

جو تبلیغ کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دراصل وہ آپ لوگوں کا ہی کام کر رہے ہیں۔ آپ صرف مالی قربانی کرتے ہیں۔ لیکن وہ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنے وطن بیوی بچوں اور دیگر عزیزوں کی جدائی بھی برداشت کرتے ہیں نہایت تنگ گذاروں میں بسر اوقات کرتے ہیں۔ فاقے برداشت کرتے ہیں۔ تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اور رات دن ایک ہی دھن میں مگن رہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ کسی طرح دنیا کلمہ پڑھنے لگے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو جائے۔ پس ان کا خصوصی حق ہے۔ کہ جماعت ان کے لئے دعائیں کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان میں ان کی تحریر میں ان کے حوصلوں میں اور ان کی تبلیغ میں برکت دے۔ تاکہ لاکھوں لاکھ انسان ان کے ذریعے اسلام میں داخل ہوں۔

پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم میں اور تمہاری آئندہ نسلوں میں نماز کی اور ذکر الٰہی کرنے کی عادت ڈالے۔ تم محبت الٰہی اور محبت رسولؐ میں ترقی کرتے چلے جاؤ۔ اور تمہارا نمونہ ایسا ہو۔ کہ تمہیں دیکھ کر دشمن بھی کلمہ پڑھنے لگ جائے۔ خدا کرے کہ تم جس ایمان اور اخلاص کو لے کر یہاں آئے ہو۔ اس میں نمایاں ترقی کر کے یہاں سے جاؤ۔ اور سارا سال اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا جائے۔ اور جب تم اگلے سال یہاں آؤ۔ تو نہ صرف تم بلکہ تمہاری اولاد کا بھی ایمان و اخلاص اتنا بڑھ چکا ہو۔ کہ تم صاحب رؤیا و کشوف و الہامات بن چکے ہو۔

پھر میرے لئے بھی دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام کی خدمت کی۔ زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اور میں قرآن کریم کی تفسیر اور ترجمہ کے کام کو مکمل کر سکوں

اب میں اس نصیحت پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ تا ہماری جماعت کے افراد ہمیشہ ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کے شاندار پودے بنے رہیں۔ جو ہر لمحہ علم و عرفان میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ آمین

ملک عزیز احمد صاحب کی تشویشناک علالت

مکرم ملک عزیز احمد صاحب (صحابی) پر کینسر کا دوبارہ حملہ ہو جانے سے ان کی حالت تشویشناک ہو گئی ہے۔ شدید کمزور ہو گئے ہیں۔ کروٹ بھی نہیں لے سکتے۔ اور اکثر بے ہوشی طاری رہتی ہے۔ احباب صحت کاملہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار ملک صلاح الدین۔ قادیان

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر امور عامہ قادیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ستاروں سے مشابہ قرار دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو اپنے صحابہ سے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح معنوں میں ایک عظیم الشان ستارہ تھے۔ جو افق احمدیت پر تقریباً پون صدی تک ہمیں منور کرتے رہے۔ اور تقریباً نوے سال کی عمر میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا وطن بھیرہ تھا۔ دس گیارہ سال کی عمر میں آپ نے اس امر پر افسوس کیا کہ ہم ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ کہ جس میں کوئی نبی نہیں۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے بھیرہ میں حکیم احمد دین صاحب سے حضورؑ کا نام سنا کہ ان کو الہام ہوتا ہے۔ بعد ازاں جب جموں میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفہ اولؓ) کی خدمت میں آپ کو آپ کے والد ماجد نے ترجمہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے بھیجا تو حضرت مولوی صاحبؓ سے حضور علیہ السلام کا ذکر سننے میں آتا رہا۔ جس سے ایک گونہ حسن ظنی آپ کے دل میں پیدا ہو گئی۔ غالباً ۱۸۸۹ء میں آپ نے ایک واضح خواب امام وقت کے ظہور کے متعلق دیکھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے اپنے اوپر چسپاں نہ کیا بلکہ جو ابا اپنی ملالت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ بشرط یاد دہانی پھر کبھی وقت تعبیر لکھوں گا۔ اس سے آپ کی حسن ظنی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اور آپ قادیان دسمبر ۱۸۹۰ء میں آئے چند دن بعد آخر دسمبر ۱۸۹۰ء یا جنوری ۱۸۹۱ء میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت گول کمرہ جس کی بیرونی دیواریں نہیں ہوتی تھیں۔ مہمان خانہ ہوتا تھا اور اس وقت صرف ایک ہی اور مہمان تھا۔ یعنی حضرت سید فضل شاہ صاحبؓ۔

حضرت مفتی صاحبؓ کو اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے براعظم کا پہلا مبلغ بننے کا شرف عطا کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ اس زمانہ میں مغرب سے سورج طلوع کرے گا۔ اور یورپ میں اسلام پھیلنے کی پیشگوئی قرآن مجید میں مذکور ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ پہلے ہی روز دونوں مہمان نیز حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ خادم کے ہمراہ جو حضور علیہ السلام سیر کو تشریف لے گئے۔ تو حضرت سید صاحب نے مغرب سے طلوع آفتاب کا مطلب دریافت کیا تو حضورؑ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مغربی ممالک کے لوگ دین اسلام کو قبول کرنے لگ جائیں گے۔

پہلے حضرت مفتی صاحب جموں میں بطور مدرس ملازم ہو گئے۔ آپ وہاں سے موسمی تعطیلات میں قادیان آتے تھے۔ چند سال بعد آپ دفتر اکاؤنٹنٹ جنرل لاہور میں ملازم ہو گئے۔ جہاں سے کثرت سے آپ کو زیارت قادیان کے مواقع بہم پہنچے۔ ایک دفعہ تین ماہ تک آپ قادیان نہ آ سکے۔ تو حضور نے اس امر کا ذکر کیا کہ مفتی صاحب کافی عرصہ سے نہیں آئے۔ آپؓ کا طریق تھا کہ حضور کی مجلس میں جو کچھ سنتے نوٹ کرتے اور خطوط کے ذریعہ دور دور کے احباب تک کو بذریعہ خطوط اطلاع دیتے۔ اور لاہور کے دوست خود جمع ہو کر آپ سے حضورؑ کی باتیں سنکر فیض یاب ہوتے۔

جب قادیان کا مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول سے ۱۹۰۰ء کے آخر میں ہائی سکول بنا۔ تو اس وقت احباب کے مشورہ سے حضورؑ نے مفتی صاحب کو رخصت لے کر قادیان آنے کی اجازت دی۔ اور بعد ازاں مستقل طور پر قیام کرنے کی اجازت عنایت کی۔ جس پر آپؓ نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ لاہور کے بعض سرکردہ مسلمانوں کا وفد حضورؑ کی خدمت میں آیا تا مفتی صاحب کو لاہور میں رہنے دیا جائے۔ لیکن حضور نے فرمایا کہ مفتی صاحب کا قادیان میں رہنا زیادہ ضروری ہے۔

حضرت مفتی صاحبؓ بہت بڑی قربانی کر کے قادیان آئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ تیس اکتیس سال قبل میں اور بعض اور طلب مدرسہ احمدیہ موسم گرما کی تعطیلات کے گزار کر قادیان آ رہے تھے۔ کہ خواجہ جمال الدین صاحب مرحوم (برادر خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم) بھی امرتسر میں گاڑی کے اسی ڈبہ میں تھے۔ انہوں نے اپنا تعارف کرا کے کہا آپ لوگوں کو معلوم نہیں مفتی صاحب کتنی قربانی کر کے قادیان گئے تھے

. . . .

تھے۔ مفتی صاحب کے ہم رتبہ ملازمین کے متعلق بتایا کہ کم و بیش ڈیڑھ ہزار روپیہ تک ان کا مشاہرہ پہنچا۔

حضرت مفتی صاحبؓ کو نہایت ہی شاندار خدمات بجا لانے کا موقعہ ملا۔ ایک دفعہ سفر میں کا حضورؑ کا نماز میں حضورؑ کے حکم سے پیش امام بننے کا موقعہ ملا۔ آپؓ کی موجودگی میں حضورؑ کو وحی بھی ہوئی۔ اکٹھے سفروں پر جانے اور خدمت کرنے کے مواقع حاصل ہوئے۔ ڈاکٹر ڈوئی سے خط و کتابت کرنے۔ اس کی کتاب منگوا کر حضورؑ کو سنانے۔ پادری پگٹ سے خط و کتابت کرنے نیز یورپ اور دیگر ممالک میں حضورؑ کے زمانہ میں حضورؑ کی آمد کی خبر بذریعہ خط و کتابت پہنچانے کی خوش نصیبی آپؓ کو حاصل ہوئی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی وفات کے بعد بطور پرائیویٹ سیکرٹری ڈاک کی تعمیل کرنے کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ اسی طرح حضرت خلیفہ اول رضا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں بھی حضورؑ کے زمانہ میں جب ایڈیٹر بدر بابو فضل احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔ تو اخبار کا نام حضور نے بدر کر دیا۔ مفتی صاحبؓ ایڈیٹر و منیجر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں ناظر امور خارجہ۔ ممبر صدر انجمن وغیرہ مختلف عہدوں پر آپ کام کرتے رہے۔ حضورؑ کے عہد مبارک میں مدرسہ کی نگرانی کے لئے جو انجمن مقرر تھی اس کے بھی آپ ممبر تھے۔ اور قادیان ہجرت کرنے سے قبل آپ لاہور سے آ کر اس میں شمولیت کرتے تھے امریکہ میں آپ کو اعلائے کلمۃ اللہ کی توفیق عطا فرمائی۔ جہاں سے آپ نے "مسلم سن رائز" رسالہ جاری کیا۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ پر آپ "ذکر حبیب" جیسے پیارے مضمون پر تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اور "ذکر حبیب" جسوملا کتاب آپ کی ایک زندہ یادگار ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ اور آپ کے اہل و عیال و اقارب کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

حضرت مفتی صاحبؓ کے سوانح زیر تدوین ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد شائع کئے جائیں گے۔

ولادت۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۱ر جنوری بروز جمعہ فرزند عطا فرمایا ہے احباب بچہ کی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار [illegible]

مسیح پاک علیہ السلام کے "محبّ صادق" — سلسلہ احمدیہ کے برگزیدہ رکن

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(روزنامہ الفضل ربوہ کا خصوصی مضمون)

ربوہ ۱۴ جنوری۔ ہم دلی رنج اور افسوس کے ساتھ یہ اندوہناک خبر احباب جماعت تک پہنچاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنہیں حضور علیہ السلام نے ان کے انتہائی حبّ و اخلاص اور بے پناہ پُرجوش خدمت کی وجہ سے "محبّ صادق" و "مخلص دوست" ... سلسلہ احمدیہ کا برگزیدہ رکن" قرار دیا۔ ۱۳ جنوری ۱۹۵۷ء بروز اتوار صبح چھ بجکر ۵۳ منٹ پر اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۵ سال تھی۔ آپ ۱۱ جنوری ۱۸۷۲ء کو بمقام بھیرہ پیدا ہوئے تھے۔

صبح ہوتے ہی آپ کی وفات کی خبر سارے ربوہ میں آناً فاناً پھیل گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت تمام مقامی اداروں میں تعطیل کر دی گئی۔ اور لوگ شدید سردی اور ارکے باوجود دیوانہ وار حضرت مفتی صاحبؓ کے مکان کی جانب چل پڑے۔ جہاں سہ پہر تک مردوں اور عورتوں کا تانتا بندھا رہا۔ غسل اور تکفین مکمل ہونے پر جنازہ آپ کے مکان سے تین بجے سہ پہر کے قریب اٹھایا گیا۔ کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ جنازہ پہلے مسجد مبارک کے بیرونی احاطہ میں لا کر رکھا گیا۔ جہاں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے نماز عصر پڑھانے کے بعد نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل ربوہ کے علاوہ چنیوٹ۔ سرگودھا اور لائل پور اور لاہور کے احباب بھی شریک ہوئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی لاہور سے ربوہ تشریف لاکر نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ اور دور تک کندھا دیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کا جنازہ باہر سے آنے والے دیگر احباب اور رشتہ داروں کے انتظار کی وجہ سے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی عمارت میں لا کر رکھ دیا گیا۔ اور آپ کو آج ۱۴ جنوری کی صبح کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے بموجب بہشتی مقبرہ میں صحابہ کرام کے قطعۂ خاص میں سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت مفتی صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابۂ کبار میں ایک خاص مقام اور درجہ حاصل ہے۔ آپ ۱۸۹۰ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں ہی مسیح پاک علیہ السلام کے حلقۂ خاص میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ نصف صدی سے زائد عرصہ تک پوری سرگرمی اور جوش کے ساتھ خدمتِ اسلام اور خدمت سلسلہ میں مصروف رہے اس عرصہ میں آپ نے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ایڈیٹر بدر، پرائیویٹ سیکرٹری، ناظر امور خارجہ اور انگلستان و امریکہ میں اسلام کے اولین اور انتہائی کامیاب مبلغ کی حیثیت سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جو تاریخ احمدیت میں جلی حروف سے لکھے جائیں گے اور آنے والی نسلیں ان پر ہمیشہ فخر کریں گی۔

پھر اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس بے مثال خدمت کا آپ کو موقعہ ملا وہ آپ کے ہمعصر نوجوان صحابہ کے لئے قابل رشک تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی آپ سے بے حد محبت تھی۔ اور حضور آپ کو اپنی اولاد کی طرح ہی عزیز رکھتے تھے اور ایسے رنگ میں شفقت کا اظہار فرماتے تھے۔ کہ ماں باپ کی محبت بھی اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

جب ۱۹۰۴ء میں حضرت مفتی صاحب بیمار ہو گئے۔ اور آپ کی والدہ صاحبہ محترمہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا:۔

"ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے۔ اور آپ کو بہت پیارا ہے۔ لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے کل حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایمان دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ ایمان جس کی جڑ دماغ میں ہوتی ہے اور جس میں یقین کی بنیاد دلائل پر رکھی جاتی ہے اور ایک وہ ایمان ہے جس کی جڑ دل میں ہوتی ہے۔ اور اس میں یقین کی بنیاد عشق اور محبت پر رکھی جاتی ہے۔ یہ ایمان اول الذکر ایمان سے افضل ہے۔ لیکن سب سے افضل وہ ایمان ہے جس کی جڑیں دل اور دماغ دونوں میں ہوں۔ تاکہ دلائل کا رنگ بھی نمایاں ہو۔ اور عشق و محبت کا رنگ بھی غالب رہے۔ حضرت مفتی صاحبؓ کو ایمان کا یہی ارفع مقام حاصل تھا۔ اسی لئے آپ زندگی بھر جہاد کی صف اول میں رہ کر جہاں دلائل کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی نمایاں خدمات سرانجام دیتے رہے وہاں آپ نے عشق و محبت کی گرمی کے ذریعہ بھی لوگوں کو ماحول زمانہ کی مقناطیسی کشش سے متاثر کیا۔" ذکر حبیب آپ کا خاص موضوع تھا۔ جس کے بیان کرنے میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ حضور علیہ السلام کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات نہایت مؤثر طریق پر بیان فرماتے تھے۔ جس سے سامعین اپنی روح میں ایک بالیدگی محسوس کرتے تھے اسی لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "ذکر حبیب" کے موضوع پر تقریر کیلئے آپ کو ہی منتخب کیا جاتا تھا۔ اور آج سے تین چار سال قبل تک آپ یہ فرض نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ادا فرماتے رہے۔

ادارہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اس محب صادق جلیل القدر صحابی اسلام اور احمدیت کے فدائی اور جہاد کبیر کی صف اول کے کامیاب مجاہد کی وفات پر کہ جس نے اپنی تمام عمر مسیح پاک اور مصلح موعود ایدہ الودود کے قدموں میں بیٹھ کر گزار دی۔ اور اسی طرح آنے والی نسلوں کے لئے خدمت کی اعلےٰ ترین مثال قائم کر کے دکھا دی دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے خاندان کے ساتھ قلبی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ایک عاجزانہ دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا کرتے ہوئے ان کا ہر طرح حامی و ناصر ہو۔ اور ہم کو اور تمام آنے والی نسلوں کو توفیق دے کہ وہ بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی خدمت کا فریضہ اسی طرح دیوانہ وار ادا کریں جیسے آپ نے ادا کیا۔ آمین اللّٰھم آمین۔ (الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۵۷ء)

نکاح

میرے لڑکے عزیزم ڈاکٹر محمد یونس ایم بی۔ بی۔ ایس (ویٹنری) پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھاگل پور کا نکاح محترمہ امۃ السلام تبسم صاحبہ ایم۔ اے (فائنل) سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بنارس بنت پروفیسر عبد السلام صاحب آف بنارس کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپے مہر پر جناب مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۶ء بعد نماز عصر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ دین اور دنیا کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

خاکسار محمد یوسف
احمدیہ بلڈنگ بھاگل پور سٹی

اجرائے نبوت کے خلاف جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی انوکھی تشریحات کے متعلق کچھ

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی)

پیغام صلح کا ایک خاص نمبر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آجکل جناب شیخ صاحب موصوف قرآن کریم کی آیات کی خلاف سابق نئی نئی تشریحات فرما رہے ہیں۔ اور اجرائے نبوت کو باطل ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے ایسی من مانی تفسیریں کر رہے ہیں۔ جو قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منشاء تفسیر کے سراسر خلاف ہیں۔ اگر جناب شیخ صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اب تک مسیح موعود مانتے ہیں۔ تو پھر وہ آپ کی بیان فرمودہ تفسیر کے خلاف اپنی الگ تفسیر بیان نہیں کر سکتے ہاں اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود نہیں مانتے۔ تو بے شک وہ حضرت اقدس کی بیان فرمودہ تفسیر کے خلاف اپنی کوئی الگ تفسیر بیان کریں ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن جبتک ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حضرت اقدس پر ایمان رکھتے ہیں اس وقت تک کوئی وجہ نہیں کہ وہ حضور کی تفسیر کو چھوڑ کر اس کے خلاف اپنی من گھڑت تفسیر لوگوں کے سامنے پیش کر کے جناب مولوی محمد علی صاحب کی طرح اصل حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک آیت کا مفہوم تو یہ ہو کہ آئندہ نبی آسکتا ہے۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی اس پر زور دیں۔ لیکن جناب شیخ صاحب موصوف اس کا یہ مفہوم بتائیں کہ نبی نہیں آسکتا۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں میں سے ایک ہی بات درست ہوتی ہے۔ اور وہ وہی ہو سکتی ہے۔ جو خدا کی طرف سے آنے والے حکم و عدل نے فرمائی ہو۔ اور اگر جناب شیخ صاحب اسے ماننے کے لئے تیار نہ ہوں تو انہیں دنیا کے سامنے یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ وہ حضرت اقدس پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ وہ آپ کی بیان فرمودہ تفسیر کو صحیح سمجھتے ہیں۔ ایسا ہی نبوت کے متعلق جو روشنی آپ نے ڈالی ہے۔ اسے بھی وہ درست تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن جبتک وہ آپ سے وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس وقت تک انہیں حضور کی تحریرات کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور انہیں انکو رد کرنے کا حق نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ تو دو متضاد امور ہیں۔ کہ ایک طرف تو وہ حضور پر ایمان کا دعویٰ کریں اور دوسری طرف حضور کی تحریرات کے خلاف لکھیں اور ان کو رد کر دیں۔

حضرت اقدس کی تحریرات سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مجددیت و محدثیت کے علاوہ آپ نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ آپ بے شک محدث ہیں۔ مگر یہ محدثیت اور مکالمات و مخاطبات اپنی کثرت و صفائی کی وجہ سے نبوت کے مقام تک پہنچ چکی ہیں دوسرے محدثوں کی محدثیت اس سے قاصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ دوسرا کوئی مجدد و محدث اس نام کے پانے کا مستحق نہیں کیونکہ ان کو وہ کثرت حاصل نہیں جو مجھے حاصل ہے (حقیقۃ الوحی ص ـــ)

چنانچہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور خود جناب شیخ صاحب موصوف اس امر کی تصدیق کرتے رہے یہ الگ بات ہے کہ قادیان سے الگ ہونے کے بعد ان کی مصلحتوں نے یہی تقاضا کیا کہ وہ اس سے انکار کر دیں۔

جبکہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت اقدس نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ تو یہ بات بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے کہ اجرائے نبوت قرآن کریم سے بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت اقدس نے قرآن کریم کی بعض آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ان سے اجرائے نبوت کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ اور آپ نے دعویٰ نبوت کا اظہار فرمایا ہے آیات کی تفسیر کے علاوہ بے شمار ایسی تحریرات ہیں۔ جن سے آپ کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔

گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر جناب انعام الحق صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح حیدر آباد سے لاہور جاتے ہوئے قادیان بھی تشریف لائے تو میں نے نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بعض سوالات ان کی خدمت میں حضرت اقدس کی تحریرات سے پیش کئے جن کا جواب دینے سے انہوں نے پہلوتہی کی اور فرمایا میں مجیب نہیں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ میں سننے کے لئے تیار ہوں۔ البتہ یہ سوال کیا کہ حضرت اقدس کے دعویٰ نبوت کی تاریخ بتائی جائے۔ جس پر ان کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ کیا آپ نے آنحضرت صلعم کے دعوے نبوت کی تاریخ معلوم کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ مگر وہ فرمانے لگے کہ اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میں نے اور بھی کئی جواب عرض کئے۔ مگر انہوں نے سب کے متعلق فرمایا۔ کہ میرے لئے یہ سب بے کار محض ہیں۔ نیز انہوں نے فرمایا کہ میں زبانی کچھ نہیں کہہ سکتا میں تحریری آدمی ہوں تحریر کے ذریعہ سے بات کر سکتا ہوں جس پر خاکسار نے ایک مضمون لکھ کر جس میں ان کے اس مطالبہ کا مفصل و تسلی بخش جواب تھا۔ مکرم شیخ محمد نصیب صاحب اور ماریشس کے ایک دوست کے سامنے سنایا جس پر مکرم برادرم نے فرمایا کہ آپ یہ مجھے دے دیں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

خاکسار نے اس مضمون کو سوالات کی صورت میں تبدیل کر کے دے دیا۔ تب انہوں نے فرمایا میں لاہور جا کر ان کا جواب بھجوا دوں گا مگر نہ بھجوا سکے۔ واپسی پر فرمایا۔ کہ میں حیدرآباد جا کر بھجوا دوں گا۔ اور آج جبکہ وہ پھر قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں فرمایا ہے۔ کہ وہ مضمون گم ہو گیا آپ اس کی کاپی مجھے دیدیں تو میں جواب دے دوں گا۔ اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ میں وہ چند سوالات ذرا زیادہ وضاحت کے ساتھ اخبار میں چھپوا دوں اور پھر ان سے اور جناب شیخ مصری صاحب سے توقع رکھوں کہ وہ ان کا جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

(۱) جب حضرت اقدس علیہ السلام نے بقول آپ حضرات یہ تحریر فرما دیا تھا۔ کہ دروازہ نبوت بند ہے۔ اور میرا دعوے نبوت نہیں۔ میں دعوےٰ نبوت کرنیوالے پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں صرف محدث ہوں نبی نہیں۔ نبی کا لفظ کاٹا ہوا سمجھیں۔ تو اگر اس کے بعد آپ نے اس بارہ میں کوئی نئی تشریح نہ فرمائی تھی۔ تو ۱۹۰۸ء تک حضرت اقدس اپنے لئے نبی کا لفظ کیوں لکھتے رہے۔ نیز لاہوری اکابر بالخصوص جناب مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کی وفات سے قبل اور پھر وفات کے بعد لفظ نبی آپ کے لئے استعمال کرتے رہے۔ اور تحریرات میں اسے شائع کرتے رہے۔ انہوں نے اسے ترک کیوں نہ کیا اور اس کی بجائے صرف مجدد و محدث ہی کیوں نہ رکھا۔ لفظ نبی استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور کیا آج وہ ضرورت نہیں رہی۔ اور کیوں ؟

اسی طرح لاہوری اہل الرائے اصحاب نے کیوں اس وقت ان تحریرات کے خلاف آواز نہ اُٹھائی۔ اور خاموش کیوں رہے۔

(۲) حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ میں حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

اب سوال یہ ہے کہ بارش کی طرح یہ وحی کس تاریخ کو ہوئی اور اس نے آپ کو کس عقیدہ سے ہٹا دیا اور کس نئے عقیدہ پر آپ کو قائم کر دیا۔ اور پھر کس تاریخ کو حضور نے اس کا اعلان فرمایا۔ کیا حقیقۃ الوحی کے اس حوالہ میں صریح طور پر نبی کا خطاب ملنے کا ذکر ہے یا نہیں۔ ہے تو کیا کبھی دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کو کبھی عہدہ کا خطاب ملے۔ مگر وہ عہدہ اسے نہ ملے جس سے یہ سمجھا جائے کہ باوجود نبی کا خطاب ملنے کے حضرت اقدس نبی نہ تھے۔

(۳) حضرت اقدس چشمہ مسیحی میں فرماتے ہیں:۔

"بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی" (حاشیہ ص ــــ)

جب اس تحریر کے مطابق اللہ تعالےٰ نے آپ کو درجہ اور مرتبہ نبوت عطا فرما دیا تھا اور مطابق حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ مقام نبوت اور نام نبوت دونوں عطا فرما دیئے تھے۔ تو کس چیز کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ نبی نہ تھے وہ کون سی تیسری چیز باقی تھی جو آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے حاصل نہ تھی۔ اور جس کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ نبی نہ تھے۔ اور اگر آپ نبی نہ تھے تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ دو چیزیں کیوں عطا کیں۔

(۴) اگر ازالہ اوہام و تریاق القلوب کے وقت حضرت اقدس کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ اور نبوت کا دروازہ آپ مسدود سمجھتے تھے۔ تو کیا بعد میں تجلیات الٰہیہ میں حضور نے یہ تحریر نہ فرمایا تھا۔

"شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا

اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے"۔ (صفحہ ۲۹)

کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبوت دو قسم کی ہے (۱) شریعت والی اس کا دروازہ بند ہے۔ اور اس سے مجھے انکار ہے (۲) بغیر شریعت کے۔ ان کا دروازہ کھلا ہے۔ اور اس کا مجھے دعوےٰ ہے۔ حضرت اقدس کے نزدیک دونوں قسم کی نبوت کا دروازہ بند تھا۔ تو اس جگہ نبوت کی قسمیں بتا کر ایک قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا کیوں بتایا۔ اور اگر اس سے مراد آپ کی یہ تھی کہ میں مجدد و محدث ہوں۔ نبی نہیں ہوں تو یہ کیوں نہ لکھا کہ میں صرف مجدد و محدث ہوں نبی نہیں۔ اور آیا اب حضرت اقدس کا قول حجت ہے جو حکم و عدل ہیں یا کسی آپ کے متبع کا۔

کیا یہ درست نہیں کہ حضرت اقدس نے واضح طور پر یہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں بہت سے انبیاء ایسے آئے۔ جنکے پاس کوئی نئی شریعت نہ تھی۔ وہ صرف توراۃ کے ذریعہ سے فیصلے کرتے تھے۔ اسی طرح فرمایا:-

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

اب سوال یہ ہے کہ کیا غیر صاحب شریعت نبی صرف محدث ہوتا ہے نبی نہیں ہوتا؟ اور کیا آپ حضرت عیسےٰ۔ ذکریا۔ یحییٰ علیہم السلام کو بھی جو غیر صاحب شریعت نبی تھے، صرف محدث قرار دے کر ان کی نبوت کو باطل قرار دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ کہ حضرت اقدس کے لئے آپ ایسا کر رہے ہیں۔

(۵) اگر حضرت اقدس علیہ السلام صرف سادہ لغوی معنوں کے لحاظ سے نبی تھے تو ان معنوں کے لحاظ سے دوسرے محدث و مجدد دکیوں نبی نہیں کہلا سکتے۔ اگر لاہوری فریق کے نزدیک وہ بھی نبی کہلا سکتے ہیں۔ تو حضرت اقدس نے کیوں ایسا تحریر نہ فرمایا۔ اور کس بنا پر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں یہ تحریر فرمایا کہ

"نبی کا نام پانے کے لئے صرف میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں دوسرے مجدد و محدث اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ حضور نے یہ کیوں نہ لکھا کہ میں صرف محدث ہوں یا یہ کہ دوسرے محدثین، مجددین بھی میری طرح نبی ہیں آپ نے یہ کیوں تحریر فرمایا کہ

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۶) اگر اس امت میں سے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تھا۔ تو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ کے حاشیہ میں آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"۔

اور پھر صفحہ ۱۵۰ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا"۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت کے بغیر یہ کمال کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔ اور اگر نبوت سے مراد مقام محدثیت ہے۔ تو دوسرے محدثین و مجددین کا یہ مفروضہ مقام نبوت کیوں آنحضرت صلعم کے افاضہ کمال ثابت نہیں کر سکتا۔

(۷) اگر ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور ہمارے لاہوری دوست غیر احمدیوں سے ان معنوں میں متفق و متحد ہیں تو حضرت اقدس علیہ السلام کی اس عبارت کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ

"در حقیقت یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں کہ ختم نبوت کے ایسے معنی کرتے ہیں کہ جس سے نبوت ہی باطل ہوتی ہے"۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۴۱)

کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ حضور اس کے یہ معنی نہیں کرتے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا۔

(۸) حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"یہ جاہل علماء کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ کی پیروی سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرتبۂ نبوت تک پہنچ گئے اور نبی ہو گئے مگر ہمارے آنحضرت صلعم کی پیروی سے کوئی شخص مرتبۂ نبوت تک نہیں پہنچ سکتا"۔ (چشمہ مسیحی صفحہ ۴۱)

(۹) حضرت اقدس ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۲۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے"۔

اگر کسی ایک لحاظ سے کوئی مجازی نبی کسی دوسرے لحاظ سے حقیقی نہیں ہو سکتا تو کیا حضرت اقدس کے مجازی مسیح موعود ہونے کی وجہ سے آپ کے حقیقی طور پر مسیح موعود ہونے سے بھی انکار کر دیا جائے گا۔ اگر مجازی مسیح موعود کسی دوسرے لحاظ سے حقیقی مسیح موعود ہو سکتا ہے۔ تو مجازی نبی کیوں کسی لحاظ سے بھی حقیقی نبی نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) اگر آنحضرت صلعم کے بعد کوئی بھی نبی نہیں ہونے والا تھا۔ اور لاہوری فریق کا ہمیشہ سے یہی عقیدہ تھا تو انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے شائع ہونے والی کلید کلام الامام میں الوصیت کے حوالہ سے یہ کیوں شائع کیا گیا کہ حضرت "مرزا صاحب کی اولاد میں سے ایک نبی ہوگا"۔ (صفحہ ۱۲۷)

(۱۱) اسی جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کی تحریرات سے ایک حوالہ ایسا نقل کر دیا جائے۔ جس میں حضرت اقدس نے قرآن کریم کی آیت کے حوالہ سے اجرائے نبوت کا استدلال کرتے ہوئے دنیا کے سامنے اپنی نبوت کو پیش کیا ہے۔ آپ تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں:-

"سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے اے غافلو! تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے

کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو"۔

کیا یہ امید کی جائے کہ جناب شیخ انعام الحق سابق ایڈیٹر "پیغام صلح" لاہور یا جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ان امور کا جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔ اور بتائیں گے کہ ان کی تشریحات کس طرح ان تحریرات کے مطابق قرار دی جا سکتی ہیں؟

حضرت مفتی صاحب کی رحلت بقیہ صفحہ ۱

تیسرے نمبر پر حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے حضرت مفتی صاحب کی وفات پر نہایت درد بھرے الفاظ میں تعزیت فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی و روحی و جنانی کے قول کو بتغیر قلیل دہراتا ہوں جو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے وصال کے وقت فرمایا:-

انا بفراقک یا صادق لمحزونون

حضرت بھائی جی نے حضرت مفتی صاحب کے مناقب بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب جس زمانہ میں دفتر اکونٹنٹ لاہور میں ملازم تھے تو جب چھٹی آتی تو قادیان میں اپنے آقا کی زیارت کے لئے خرچ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس شمع ہدایت کے پروانے بن کر دوڑے آتے۔ ان کی زندگی قابل رشک تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ مجھے بھی خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے نوازا مگر حضرت مفتی صاحب کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ ملازمت کی مشکلات میں ہوتے ہوئے حضور کے قدموں میں آ بیٹھتے اسی سلسلہ میں آپ نے وہ واقعہ بھی سنایا جبکہ ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب کی قادیان سے واپسی کے وقت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے از راہ شفقت و محبت اپنے دستار مبارک کا ایک حصہ پھاڑ کر حضرت مفتی صاحب کا کھانا باندھنے کے لئے دیدیا۔ یہ اتنا بڑا انعام تھا جو کسی غلام کو نصیب نہیں ہوا۔ آخر میں آپ نے تمام حاضرین کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونہ پر عمل پیرا ہونے اور ان کی طرح خدمت دین میں پیش پیش رہنے کی تلقین فرمائی۔

بالآخر محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر مقامی نے بتایا کہ جب میں پانچ سال کی عمر میں قادیان میں تعلیم کے لئے حاضر ہوا تو پرائمری کے سکول کے ہیڈ ماسٹر حضرت مفتی صاحب ہی تھے تو گویا جو کچھ مجھے حاصل ہوا وہ آپ ہی کی تربیت اور تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنے تئیں حضرت مفتی صاحب کے ہی احسانات کے نیچے دبا ہوا پاتا ہوں۔ مکرم مولوی صاحب نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ چلا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ چلا گیا۔ اگر ہم کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے حالات پڑھتے ہیں تو ہم نے اس زمانہ کے مرسل و مامور کے صحابہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ چونکہ حضرت مفتی صاحب کے ساتھ ہم سب کا تعلق روحانی ہے

اس لئے ہم سب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں یہ بات حضرت مفتی صاحب میں خاص طور کی مدد کرنے اُن کیلئے نیک سفارش کرنے کی امتیازی خوبی دیکھی ہے حتیٰ کہ اب جبکہ تقسیم ملک ہو گئی حضرت مفتی صاحب دوسرے بھی تھے۔ جدید سیکنڈری ... جناب جماعت کی ... حضرت مفتی صاحب کے نام سے موصول ہوتے اور اس قسم کا ... بھیجنے والوں کا یقین ہوتا کہ یہ ... مستحق فرباء میں تقسیم ہو کر ... یقینی دعا ہو گی ... اسی طرح ...

"جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے"

یہ نسخہ کس قدر زود اثر ہے کہ جس مولوی صاحب کو عامۃ المسلمین کی بے رخی کا خدشہ ہوا۔ اُس نے جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی علیہ السلام کے خلاف چند اُلٹی سیدھی باتیں داغ دیں۔ بس پھر کیا ہے۔ اس کی تجارت چمک گئی۔ چند روزہ سامان معیشت ہو گیا۔ چنانچہ بنگلور سے شائع ہونے والے ہفتہ وار اخبار "روشنی" کو تو اسی کا آسرا ہے۔ اس کا شاید ہی کوئی پرچہ ایسا ہو گا جس میں ایسی "اشتہار بازی" سے کام نہ لیا گیا ہو۔ سب سے زیادہ قابل افسوس امر تو یہ ہے کہ جس اخبار کی پیشانی پر "تعلیمات اسلامی کا نقیب و داعی" کا لیبل لگا ہو وہ مذہب اسلام کی خصوصی تعلیمات تو درکنار جملہ مذاہب عالم کی مشترکہ تعلیم "راست گوئی" کو بالائے طاق رکھ کر "چہ دلاور دزدے است کہ بکف چراغ دارد" کے مطابق کس بے باکی سے خلاف واقع باتوں کا ذکر کرتا ہے۔

بیشک ایک نا عاقبت اندیش انسان خدائی گرفت سے بے پرواہ ہو سکتا ہے کیونکہ انجام کار اس کی نگاہ سے اوجھل ہے۔ لیکن کم سے کم اسے اس پہلو سے تو غور کرنا چاہیئے کہ عامۃ الناس جو اصل حالات سے پوری طرح واقف و آگاہ ہیں وہ ان خلاف واقع باتوں سے کیا تاثر لیں گے۔

اخبار مذکور کی چند گزشتہ اشاعتوں میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایک مولوی صاحب کے مخصوص مقالے شائع ہو رہے ہیں۔ جن کے بارہ میں ان کی انتہائی آرزو ہے کہ انہیں دیگر اخبارات بھی نقل کریں ھم تو ابما سمر بینا لوا) ان کے دوسرے مقالے سے قبل جناب مدیر صاحب اخبار "روشنی" نے ان الفاظ میں نوٹ دیا ہے:-

"جنوبی ہند میں اس فتنہ قادیانی کے پھیلنے اور پھیلا نے کے آثار پیدا کئے جا رہے ہیں۔ شہر ہبلی میں خاموشی کے ساتھ عرصہ سے یہ فتنہ مصروف کار تھا۔ انجمن درس القرآن کے قیام کے بعد اس کے مدرس و مفسر مولانا ریاض احمد صاحب قاسمی کے مشورہ پر اراکین انجمن نے مولانا ارشاد احمد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند کو دعوت دی اور مولانا موصوف کے مسلسل بیانات کے بعد عوام پر اس کی حقیقت واضح ہوئی۔ اور اس طرح یہ فتنہ وہاں پوری طرح الحمدللہ دب چکا ہے

شہر مدراس میں اب سر اُٹھا رہا ہے۔ تو وہاں کے دردمندان دین و ہمدردان سنت حضرات کا فریضہ ہے کہ اس شجر خبیثہ کے پودے ہی کو زمین سے اکھاڑ پھینکیں تاکہ ناموس نبوت کا وقار قائم رہے"۔ (ہفتہ وار روشنی بنگلور ۲۴ ۱۲/۵۶)

چونکہ اس نوٹ میں مخصوص طور پر بسلسلہ جنوبی ہند کے شہر ہبلی میں جماعت احمدیہ کی روشن مساعی پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اور اخبار مذکور کا زیر نظر پرچہ جب ہمیں موصول ہوا تو شہر ہبلی میں متعین جماعت احمدیہ کے مبلغ مکرم مولوی مبارک علی صاحب حسن اتفاق سے چند روز کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے۔ اس لئے قارئین کرام کے سامنے اصل حالات مکرم مولوی صاحب موصوف ہی کے الفاظ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ چونکہ مولوی مبارک علی صاحب نہ فرشتہ مدیر صاحب اخبار روشنی کے ذاتی طور پر واقف ہیں بلکہ اخبار روشنی کے پیش کردہ مفسر قرآن بھی کما حقہ ان کے ہبلی میں ان کے کارناموں سے آگاہ ہیں۔ اسی لئے اس نوٹ میں حقیقت الامر کو کھول کر رکھ دیا گیا ہے بس

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

(ایڈیٹر)

مدیر روشنی (بنگلور) اپنی قابل رحم فطرت کی وجہ سے مجبور ہے کہ جماعت احمدیہ پر موقعہ بے موقعہ گند اُچھالے۔ خود ہی ایک بے بنیاد خبر شائع کرتا ہے۔ اور خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ بے چارہ "ابو صالح" "مدیر روشنی" گزشتہ تین سال سے لگاتار اس قسم کی خبر شائع کر کے خوش ہوتا ہے کہ ہبلی میں جماعت احمدیہ یا بقول اس کے قادیانی فتنہ بالکل ختم ہو گیا ہے حالانکہ اُسے بخوبی معلوم ہے کہ خدا تعالے کے فضل سے جماعت احمدیہ ہبلی میں بدستور جوش اور اخلاص سے خدمت دین بجا لا رہی ہے۔ اور ابو صالح کے پیر و مرشد علمائے دیوبند ہی مقیم ہبلی بن گا ہے بگا ہے ان کو اطلاع دیتے رہتے ہوں گے۔ کہ جو فتنہ تمہارے خیال میں دب چکا ہے۔ وہ ہماری سب مخالفانہ کوششوں کے علی الرغم ترقی پا رہا ہے۔

بایں ہمہ اگر ۲۴ دسمبر ۱۹۵۶ء تک مدیر روشنی جماعت احمدیہ ہبلی کے متعلق اندھیرے میں ہے تو اس کی اطلاع کے لئے تحریر ہے۔ کہ اس سے چند ماہ قبل سید امیر الدین صاحب بی اے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دھاڑوار سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔ جبکہ آپ کے نام نہاد مفسر قرآن باوجود ان کے مطالبہ کے دلائل کو توڑنے سے قاصر رہے۔ اور خدا تعالے کے فضل سے جس وقت سے جماعت احمدیہ ہبلی میں قائم ہوئی ہے اُس وقت سے کر اب تک بعض علماء دیو بند کی فتنہ پردازیوں کے اس مقدس جماعت میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ البتہ جن نام نہاد مفسرین کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ کہ اُن کے بیانات سے جماعت دب گئی ہے۔ اُن کے ساتھ جو ہبلی میں گزر رہی ہے ہم نہیں چاہتے تھے کہ از خود تفصیل کریں۔ لیکن آپ کے اس طرح مجبور کرنے پر اصل حقیقت آپ کے اضافہ علم کے لئے عرض کر دیتے ہیں۔

پہلے سال مولوی ارشاد احمد تقریباً ایک ہفتہ ہبلی میں حضرت بانی احمدیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دل کھول کر گالیاں دیتے رہے۔ مگر یہ حضرت قادیان میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں اس جماعت کا نمک کھاتے رہے اور بقول ان کے اسی کافر جماعت کے ہاتھ کا حلال اور اس کے امام کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ اور علماء سلسلہ کے سوالات کا جواب دینا تو درکنار اس کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کی بھی جرأت نہ کر سکے مگر ہبلی میں عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بڑی دیدہ دلیری سے اعلان کرتے رہے کہ آنمحترم کو جماعت احمدیہ نے پیشکش کی تھی کہ اگر وہ جماعت میں شامل ہو جائیں تو ان کو ان کے ہموزن سونا دیا جاوے گا۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ گویا جماعت احمدیہ کے لئے کوئی ایسی نایاب اور نرالی چیز آسمان سے نازل ہوئی تھی جو اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد نعیب نہ ہوتی تھی) اور ہبلی کے بھولے بھالے مسلمانوں سے مدرسہ دیو بند کے نام سے ہزاروں روپیہ بٹور کر چل دیئے۔ مگر خدا کی قدرت اسی ہبلی میں دیو بندی مولویوں کی ذلت کے اس رنگ میں اسباب پیدا ہو گئے۔ کہ عوام ان کے خلاف ہو گئے۔ اور انہیں لوگوں نے جنہوں نے پہلے سال ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے دوسری بار ان کا استقبال پتھروں اور گالیوں سے کیا۔ اور ان کے خلاف اشتہارات شائع کئے حتی کہ جلسہ سیرۃ النبی صلعم کی جس سٹیج پر کھڑے ہو کر ان ملاؤں نے جماعت احمدیہ کے مقدس بانی پر گند اچھالا تھا دوسرے سال ہبلی کے مسلمانوں نے کسی دیو بندی مولوی کو stage پر قدم بھی رکھنے نہیں دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس دفعہ تو محکمہ پولیس نے بھی ان کی فتنہ پردازیوں سے آگاہ ہو کر انہیں وارننگ دے رکھی تھی۔ کہ اگر جماعت احمدیہ یا اسکے بانی علیہ السلام کے خلاف کسی دیو بندی مولوی نے پہلے کی طرح منہ کھولا تو اسکے خلاف سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔ اس کا اب نتیجہ یہ ہے کہ نام نہاد انجمن کے نام نہاد مفسر قرآن مع اپنے چند حواریوں کے اپنے حجرہ میں ہی درس فرماتے ہیں۔ اور سابقہ بیس جو کہ Public Places [illegible] میں تفسیر قرآن کے بہانہ سے ایسی فتنہ پردازی کی جرأت نہیں کر سکتے کیونکہ ذکی سرکاری افسران نے Public Places پر جماعت احمدیہ کے خلاف ہر قسم کی تقاریر کو بند کر کے اس فتنہ کا ہمیشہ کے لئے سد باب کر دیا ہے۔

پھر اس امر کا تجربہ تو خود مدیر "روشنی" کو بھی ہے۔ کہ آیا جماعت احمدیہ کی آواز ہبلی میں دب گئی ہے یا پہلے سے زیادہ مؤثر اور بلند ہے جبکہ آپ خود بنفس نفیس قوم کے غم میں گھلتے ہوئے قوم کی غمخواری یا اخبار کے خریدار پیدا کرنے کے لئے ہبلی تشریف لائے تھے۔ تو ان کے خیال کے مطابق دبے ہوئے فتنہ کے ازدہے ان کی قیام گاہ پر بھی جا لیا تھا۔ اور اگر تازہ تجربہ فرمانے کا شوق ہو تو ہبلی تشریف لائیں۔ ایک تو جماعت احمدیہ کے تازہ حالات اور سرگرمیوں کو بچشم خود دیکھنے کا موقع ملے گا۔ دوسرے شاید اخبار کا کوئی خریدار پھنس جائے۔ گو اس کا تجربہ مدیر موصوف کو پہلے ہو چکا ہے کہ ہبلی کے عامۃ المسلمین ان کو منہ نہیں لگاتے۔

بالآخر ہم مدیر محترم کو مشورہ دیتے ہیں کہ ہبلی اور مدراس کی فکر میں کیوں گھلے جا رہے ہیں۔ آپ بنگلور میں تو اپنے اور اپنے مرشد دیو بندیوں کے لئے فضا ہموار کریں۔ کاش اگر آپ کی آنکھوں میں روحانی روشنی ہوتی۔ اور آپ اخباری تاریکی میں غرق نہ ہوتے تو آپ کو بنگلور میں ہی جماعت احمدیہ کی صداقت نظر آ جاتی۔ کیونکہ خدا کے فضل سے وہاں مخلصین کی ایک جماعت موجود ہے اور حال میں ہی سلسلہ کے ایک فاضل مبلغ مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل اس خدمت کے لئے مرکز سے بھجوائے گئے ہیں۔ شاید بنگلور جیسے بڑے شہر میں آپ کو ڈھونڈنے میں تکلیف ہو گی آپ کو کئی دفعہ بنگلور میں مقیم احمدیوں سے واسطہ پڑ چکا ہے اس لئے اگر آپ کو

کانگریس کا انتخابی منشور

بقیہ صفحہ نمبر ۱

سے بغیر کسی نوآموز اور ناتجربہ کار کے ہاتھ میں دینا نہیں چاہیئے۔ پھر اتنے بڑے بڑے ملکی مسائل ناتجربہ کار پارٹیوں کے حوالہ کیسے کئے جا سکتے ہیں۔

کانگریس ۱۸۸۵ء سے میدان عمل میں جدوجہد کر رہی ہے۔ کانگریس ہی انگریزی آمریت کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے بڑے امن پسند رضاکاروں کو لے کر میدان جدوجہد میں آتی رہی۔ انگریزوں سے زمام کار کانگریس نے ہی چھینی۔ اور آج کانگریس ہی بھارت کو دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف اول میں لانے کے لئے کوشاں ہے ہمارے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے دس سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد اقوام عالم کی نظروں میں مقام پیدا کیا ہے۔ کسی دوسری پارٹی کے لیڈر کو یہ مقام حاصل کرنے میں کتنا عرصہ لگے گا۔

ان حالات کا تقاضہ ہے کہ ہم کانگریس کو ہاتھ مضبوط کریں۔ اور کانگریس جس منشور کے ساتھ میدان انتخاب میں آرہی ہے۔ اس کو کامیاب بنانے کے لئے اس کے ساتھ تعاون کریں۔

جن سنگھ، پرجا سوشلسٹ پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی کانگریس کے مقابلہ میں جو پارٹیاں کھڑی ہوئی ہیں وہ جن سنگھ۔ پرجا سوشلسٹ اور کمیونسٹ پارٹی ہے۔ کانگریس نے قانونی طور پر ان پارٹیوں کے وجود کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور ہر پارٹی کو دس منٹ تک آل انڈیا ریڈیو پر اپنا انتخابی منشور نشر کرنے کی اجازت دی گئی ہے ان پارٹیوں میں کمیونسٹ پارٹی تو ایسی ہے کہ اس وقت کسی ہندوستانی کو اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کی بجائے روس کی اندرونی اندرونی و بیرونی بے چینیوں کا مطالعہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کمیونزم ہر دلعزیزی کا مدعی ہے۔ لیکن مارشل سٹالن کی موت اور کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں سالگرہ کے بیتصد نے ثابت کر دیا کہ روس دیرون روس میں کمیونسٹ پارٹی محض جبر و استبداد کے باعث قائم ہے۔ خروشچیف نے جب اسٹالن ازم پر تنقید کی۔ اور بیرونی ممالک سے تعلقات قائم کئے۔ بس اتنی سی رعایت پانے کے بعد عوام نے جس طرح کمیونزم کے خلاف بغاوت کی ہے۔ وہ تاریخ کے عبرت ناک واقعات میں سے ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد مشرقی یورپ کے آٹھ ملکوں پر روس کی حکومت قائم ہوئی جن کی آبادی

ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ روس نے دس برس تک ان ملکوں کو کمیونزم کا سبق پڑھایا۔ مگر اس کا انجام کیسا حسرت ناک نکلا۔ کہ مارشل اسٹالن کی موت کے بعد ہی سارے ممالک میں کمیونزم کے خلاف حیرت انگیز جوش پیدا ہو گیا۔ اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ کمیونزم کا دعوے ہر دلعزیزی کا بالکل غلط ہے۔ کمیونزم محض زار اور دوسرے سرمایہ داروں کے مظالم کے رد عمل کے طور پر رائج ہوا تھا۔ مارکس یا لینن نے جس سماج کی بنیاد ڈالی۔ وہ اتنی انتقام پسندانہ اور معاندانہ رویہ پر مبنی تھا جس کی قوم زیادہ دیر تک تاب نہیں لا سکتی تھی۔ ہمارے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے امریکہ میں کمیونزم پر اظہار خیال کرتے ہوئے درست فرمایا۔ کہ کارل مارکس کے بہت سے نظریئے اب پرانے ہو چکے ہیں۔ اب اس سے بہتر معاشی نظام کی ضرورت ہے۔ لیکن کہتے ہیں کہ دور کا ڈھول سہانا ہوتا ہے۔ اسی لئے اب تک بہت سے برادران وطن کا رخ کمیونزم ہی کی طرف ہے۔

پرجا سوشلسٹ پارٹی یہ پارٹی ہندوستان کو ایک خاص نظام میں ڈھالنا چاہتی ہے۔ اس پارٹی کا اگر یہ مقصود ہے کہ ہر شخص کو روزگار دلایا جائے۔ زرعی پیداوار بڑھائی جائے۔ بڑی بڑی فیکٹریاں قائم کی جائیں۔ تو یہ وہ مقاصد ہیں۔ جن کا کانگریس کے انتخابی منشور میں صرف ذکر ہی نہیں۔ بلکہ وہ ان اسکیموں کو بروئے کار لا چکی ہے۔ اور خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ کانگریس کا پہلا پنجسالہ منصوبہ جو اپریل ۱۹۵۶ء کو ختم ہوا۔ کانگریسی منشور کی کامیابی کی زبردست دلیل ہے۔ اب دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے ذریعہ ملک نے ترقی کی طرف دوسرا قدم اٹھایا ہے۔ یقیناً کسی ملک میں ایک مرتبہ ساری اصلاحات نافذ نہیں ہو سکتیں۔ روس و چین جن کی ترقی اس وقت مثالی سمجھی جاتی ہے۔ وہ بھی ابھی تک منصوبہ بندیوں سے فارغ نہیں ہوئے۔ غرض ہر ملک کی ترقی کی دوڑ بتا رہی ہے۔ کہ ملک ایک ہی منصوبہ میں تمام نعمتوں سے مالا مال نہیں ہو جاتا۔ اور اگر پرجا سوشلسٹ پارٹی کا یہ مقصد ہے کہ زمینداروں کا معاوضہ بند کر دیا جائے۔ ایک ہی دن میں ساری فیکٹریاں اور کارخانے قومیا لئے جائیں۔ اور مزدوروں اور سٹوڈنٹوں کو ہڑتال و ایجی ٹیشن کی عام اجازت دے دی جائے تو یہ ملک کی تعمیر نہیں بلکہ تخریب ہے۔

گزشتہ الیکشن کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ غالباً پرجا سوشلسٹ پارٹی کی اسی عبرت ناک شکست نے جے پرکاش نارائن کو سیاست سے کنارہ کش کر دیا۔ یعنی عملاً انہوں نے بھی اقرار کیا کہ کانگریس کے ہوتے ہوئے پرجا سوشلسٹ پارٹی کی کوئی ضرورت نہیں۔ کانگریس نے بھی واضح الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ ملک کو سوشلسٹ نمونہ کا سٹیٹ بنانا چاہتی ہے اس اعلان کے بعد اب الگ سوشلسٹ پارٹی کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

جن سنگھ یہ جماعت ایک خاص ذہنیت و مزاج کی مالک ہے۔ انہیں ہندو تہذیب و کلچر کے سوا ساری دنیا کے تہذیب و کلچر سے پیدائشی بغض ہے۔ خاص کر مسلمانوں کا فروغ تو اس کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس کے نزدیک ہندوستان کے سب سے بڑے گنہگار و مجرم آدمی ہمارے وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو ہیں۔ جنہوں نے پاکستان کا وجود تسلیم کیا۔ انڈونیشیا اور مصر جیسی اسلامی حکومتوں سے دوستی قائم کی۔ پاکستان کے ساتھ رواداری سے پیش آئے۔ گویا کشمیر پر پولیس ایکشن نہیں کیا اور بھارت میں مسلمانوں کو ان کی تہذیب و کلچر کے ساتھ جینے کا موقعہ دیا۔ سچ پوچھئے۔ تو اس بیسویں صدی میں یہ جماعت زائد از ضرورت ہو گئی ہے۔ لیکن ذرا سیاست کی ستم ظریفی دیکھئے کہ آپ کی یہ جماعت بھی بن سنور کے میدان انتخاب میں آرہی ہے

ان تمام پارٹیوں کی سرگزشت و پس منظر پر غور کرنے کے بعد ہم اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ملک کی قیادت کی حقدار صرف کانگریس ہے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ہر طرف کانگریس کے انتخابی منشور کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔

مسلمان اور کانگریس الیکشن کیمپ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ کانگریس کی کامیابی کا زیادہ انحصار مسلمانوں کے ووٹوں پر ہے۔ اس مرتبہ سارے ملک کے لئے پارلیمنٹ میں پانچ سو اور صوبائی اسمبلیوں میں تین ہزار ایک سو دو نشستیں ہیں۔ اور ووٹروں کی تعداد بیس کروڑ کے قریب ہے۔ ان میں مسلمانوں کے ووٹ دو کروڑ کے قریب ہوں گے۔ اگر مسلمان متحد ہو کر کانگریس کو ووٹ دیں تو پھر اس کی شکست کا کوئی امکان نہیں۔ اس سے ہندوستان میں مسلمانوں کی اہمیت اور ان کی ذمہ داری کا علم ہوتا ہے۔

عدم تعاون لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو الیکشن سے الگ تھلگ رہنا ضروری سمجھتا ہے۔ وہ کسی کے حق میں اپنے ووٹ کا استعمال گناہ سمجھتا ہے۔ دراصل ان کے سامنے مذہب کا سوال ہے۔ وہ ووٹ دینے سے پہلے اپنے مذہب کی مخصوص عقائد و تعلیمات کو سامنے رکھ کر یہ غور کرتے ہیں کہ امیدوار معیار صالحیت پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔ اور پھر صالحیت کی ایسی تعریف کی جاتی ہے۔ کہ موجودہ دور میں اس تعریف کے بعد کسی کو قوم و وطن کی خدمت کا موقعہ مل ہی نہیں سکتا

مذہب و وطن یہ طبقہ جو آج بھی بھارت میں سرگرم عمل ہے۔ دراصل مذہبیت و وطنیت کے غلط مفہوم کا شکار ہے اس کے نزدیک قومیت کا ایک ہی مفہوم ہے۔ جس کا تعلق مذہب سے ہے۔ وہ اپنے کو مسلمان محض کہتے ہیں۔ اور اسلام کی چند موٹی موٹی باتوں پر عمل کرنے کے بعد بقیہ حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی سے اپنے کو آزاد سمجھتے ہیں۔

ان کے نزدیک قومیت کا وہ مفہوم نہیں جس کا تعلق ملک و وطن سے ہے۔ اگرچہ مسلمان مدبروں نے اس مسئلہ کو آج سے صدیوں پہلے ہی صاف کر دیا ہے۔ مولینا عبید اللہ صاحب سندھی "فلسفہ حزب ولی اللہی" میں لکھتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر نے قومیت کے اس ملکی و وطنی مفہوم کے ماتحت سکولر حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور ہندوستان کی ساری قوموں کو کاروبار حکومت میں شریک کیا۔ پھر سر سید احمد خان وغیرہ نے بھی اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی۔ اور مسلم قوم کی دونوں حیثیتوں کو سامنے رکھ کر درست کہا کہ ہم مذہب کے لحاظ سے مسلمان ہیں۔ اور اپنے وطن میں اسلامی خصوصیات کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ لیکن وطن و ملک کے لحاظ سے ہم ہندوستانی ہیں۔ اور اپنے وطن کی خدمت کرنا ہمارا ملکی فریضہ ہے۔

ایک مرتبہ مولینا حسین احمد صاحب مدنی نے کہا کہ وطن کے لحاظ سے ہندوستان کی ساری قومیں ہندوستانی ہیں۔ عرب و ایران ہندوستانی مسلمانوں کو ہندی یا ہندوستانی کہا جاتا ہے۔

مولینا حسین احمد صاحب مدنی نے جس مفہوم قومیت پر زور دیا وہ ایسا عالمگیر نظریہ ہے جس سے کہیں مفر نہیں۔ ہم ہندوستانی مسلمانوں کو اس مفہوم قومیت کے ماتحت ہمیشہ ملک و وطن کی خدمت پر کمربستہ رہنا چاہیئے۔ اور کانگریس کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا حق رائے دہندگی استعمال کرنا چاہیئے۔ آج ہم کو ہندوستان میں قانونی طور پر ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ ہماری تہذیب مذہب اور زبان محفوظ ہے۔

مذہب و کلچر کی حفاظت

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کانگرس کے زیرِ سایہ ہماری مذہبی خصوصیات زبان اور معاشرت محفوظ ہے کہ سب اوقات اس کے جواب میں برادران وطن کی بعض زیادتیوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہی اسباب کا ثبوت ہوتا ہے کہ بھارت میں کانگرس کو مضبوط بنایا جائے جہاں برادران وطن کی ان زیادتیوں سے بچانے والی کانگرس کے سوا کوئی دوسری پارٹی نہیں۔ اسی جگہ ہم کو دوسرے ممالک کی مثالیں بھی سامنے رکھنی چاہئیں۔ روس اور یورپ کے بہت سے ملکوں میں آج لاکھوں نامور خاندان کے مسلمان موجود ہیں۔ لیکن ان کی معاشرت۔ زبان اور خیالات بالکل یورپ کے سانچے میں ڈھل گئے ہیں۔ اگر خدانخواستہ بھارت میں بھی کوئی پارٹی برسر اقتدار آئی۔ تو یہاں بھی مسلمانوں کا یہی حال ہوگا۔ ان لئے آج جو کانگرس کے انتخابی منشور سے محض اس لئے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ اس کے لیڈر معیار صالحیت پر پورے نہیں اترتے۔ وہ بھارت میں اسلام دشمن عناصر کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔

علماء جونپور کا فتویٰ

انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس طرح کے حالات پہلے بھی ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے آچکے ہیں۔ لیکن انہوں نے کبھی ملک و دولت کی خدمت سے گریز نہیں کیا۔ مرہٹہ راج کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ یقیناً ان کے زمانہ میں زمام کار صالحین کے ہاتھ میں نہیں تھی۔ مگر مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اس لئے علماء جونپور نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالحرب نہیں بلکہ دارالامن ہے۔ دیکھو مسلمانوں کا روشن مستقبل

عدم تعاون کی حقیقت

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کانگرس یا حکومت وقت سے "عدم تعاون" کے کیا معنے؟ یہ ضروری ہے کہ جماعت مودودی سرکار کی نوکری نہیں کرتی۔ اور الیکشن میں کسی پارٹی کے ساتھ تعاون نہیں کرتی۔ لیکن ایک انسان بھارت میں رہتے ہوئے بہر حال اپنی روزمرہ کی ضروریات میں گورنمنٹ کا مرہون منت ہے۔ اگر صرف اس بناء پر الیکشن یا سرکاری ملازمت میں حصہ لینا جائز ہو کہ اقتدار کی کنجی باطل کے ہاتھ میں ہے۔ تو پھر کیا فرماتے ہیں۔ علماء جماعت مودودی بیچ اس مسئلہ کے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے تجارت جائز ہے یا نہیں؟ میرا خیال ہے کہ مودودیوں کے نزدیک ہندوستان میں ہر قسم کی تجارت ناجائز ہوگی۔ تجارت کی درآمدی و برآمدی پالیسی حکومت مرتب کرتی ہے۔ جو ان کے نزدیک غیر صالح ہے اور ملک کو سکہ ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ ملتا ہے۔ جو باقاعدہ سودی لین دین کرتا ہے۔ فیکٹری کا مال ہو یا زرعی پیداوار سب کی کلید اس بنک کے پاس ہے۔ اس لئے مودودیوں کو بھارت میں تجارت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ کاشتکاری سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ پھر ہندوستان کے پچیس ہزار ارکان جماعت اسلامی کا ذریعہ معاش کیا ہوگا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

غرض الیکشن سے عدم تعاون کے کوئی معنے نہیں۔ ہم الیکشن میں اس لئے حصہ لیتے ہیں کہ ملک کا دوسرا پنجسالہ منصوبہ کامیاب ہو۔ زرعی پیداوار بڑھے۔ بیروزگاری ختم ہو۔ اقلیت کی حفاظت کرنے میں ہم حکومت کی مدد کر سکیں۔ بین الاقوامی امن کے قیام میں بھارت کا ساتھ دیں۔ ان میں سے کون سی بات خلاف اسلام ہے؟

کانگرس کا انتخابی منشور

عدم تعاون کی تحریک آسان ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ کانگرس جس مینی فسٹو (منشور) کے لئے اپنے حق میں ووٹ کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وہ یقیناً جماعت اسلامی کے نام نہاد اسلامی مملکت کے تخیل سے بہتر ہے۔ ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ لاہور کی انکوائری کمیشن نے ان سے پوچھا کہ آپ کی اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی حیثیت کیا ہوگی۔ تو فرمایا کہ وہ ذمی یعنی مغلوب و محکوم کی طرح ہوں گے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ ہندوستان کے ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کے متعلق آپ ہندوؤں سے کیا توقع رکھتے ہیں تو جواب دیا کہ بیشک ان سے ملیچھوں اور شودروں سا سلوک کیا جائے۔ ان کو منو کے قوانین پر چلایا جائے۔ اور انہیں حکومت و شہریت کے حقوق سے محروم کیا جائے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ انڈیا گورنمنٹ اپنے اس اقدام میں حق بجانب ہوگی (تحقیقاتی رپورٹ صفحہ ۲۴۵ اردو ایڈیشن)

یہ ہے جماعت مودودی کی اسلامی مملکت جہاں عنان اقتدار صالحین کے ہاتھ میں ہوگی۔ ہندوستان کے مودودی الیکشن سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ اس کے پس پردہ یہی ذہنیت کارفرما ہے۔ وہ کانگرس کو کمزور کرکے ایسے نظام و قوانین کا سایہ دیکھنا چاہتے ہیں جس کے ماتحت ہندوستان کے چار کروڑ مسلمان چوہڑوں اور چماروں کی طرح ہو جائیں۔

حزب مخالف

کہتے ہیں کہ ہر جمہوری ملک میں ایک طاقتور حزب مخالف کا ہونا ضروری ہے۔ شری ڈھیبر صدر کانگرس نے بھی اپنے حالیہ بیان میں اس ضرورت کا اقرار کیا ہے۔ اس اعتبار سے جب ہم بھارت کے لوک سبھا (پارلیمنٹ) کو دیکھتے ہیں تو اس کا خانہ خالی نظر آتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اگر ملک میں کوئی طاقتور حزب مخالف آگئی۔ تو کانگرس اپنے تعمیری کاموں میں اور چست و چالاک ہو جائے گی اور بعض خود غرض کانگرسیوں کا بھی علاج ہو جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود بھارت کا ووٹر کبھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ ملک کی باگ ڈور کانگرس کی بجائے کسی دوسری پارٹی کے حوالہ کر دی جائے۔ کانگرس کے انتخابی منشور پر ۳ر جنوری کو ہمارے وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو نے جو اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ کانگرس تین بنیادی امور کو لے کر میدان انتخاب میں آئی ہے۔ سوشلزم۔ جمہوریت اور سیکولرازم (مذہبی عدم مداخلت)۔ اس بیان کے بعد کانگرس تمام پارٹیوں کے مقاصد کا مجموعہ بن گئی ہے۔ اس لئے اب بھارت میں حزب مخالف کی محض اتنی ضرورت رہ گئی ہے کہ وہ کانگرس کی تعض کوتاہیوں سے خبردار کرتی رہے۔

جماعت احمدیہ اور کانگرس

جماعت احمدیہ ایک مذہبی و تبلیغی جماعت ہے۔ جماعت براہِ راست سیاسیات سے کنارہ کش رہتی ہے۔ لیکن اس جماعت کی بنیادی تعلیمات میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ حکومت وقت کی اطاعت کی جائے اور ملک کی تعمیری و اصلاحی پروگراموں میں پورے جوش و رغبت کے ساتھ حصہ لیا جائے۔

جماعت احمدیہ اپنی اس تعلیم کے باعث ہمیشہ ملک کی برسر اقتدار پارٹی کے ساتھ تعاون کرتی آئی ہے۔ متحدہ ہندوستان میں بھی جماعت احمدیہ اپنی اس پالیسی پر گامزن تھی۔ تقسیم ہند کے بعد بھی جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں (منعقدہ قادیان) کے موقع پر امام جماعت احمدیہ کے جو پیغامات آتے ان میں بھی بار بار اسی تعلیم پر زور دیا گیا اور ایک مرتبہ آپ نے اس تعلیم کے متعلق ایک وضاحتی بیان بھی دقلم فرمایا۔ جو جماعت احمدیہ کے اخبار الرحمت مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۴۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس بیان کی رو سے جماعت احمدیہ ... ایسا یقین رکھتی ہے کہ برسر اقتدار پارٹی کے ... تعاون ... اور دائمی ...

کیا آپ اپنا اور اپنی جماعت کا وعدہ بھجوا چکے ہیں؟

اگر نہیں تو ۳۱ر جنوری تک عذر کی فہرست بھجوا دیں!

۱۔ جن جماعتوں کے وعدے ابھی تک نہیں آئے یا جن کے وعدوں کی ایک دو قسطیں آ چکی ہیں۔ مگر ان کی فہرست مکمل نہیں ہوئی ہے بلکہ بعض احباب ادعا کرنے والے باقی ہیں اور دفتری ریکارڈ بھی بتلاتا ہے کہ ان کی فہرست نامکمل ہے انکو دفتر کی طرف سے قبل ازیں جلد وعدے بھجوانے کے بارے میں یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اسلئے جماعتوں کے امیر یا صدر صاحبان اور سیکرٹریان مال فوری توجہ فرمائیں اور جلد اپنے وعدہ جات دفتر ہذا میں بھجوا دیں تاکہ دفتر ان جماعتوں اور احباب کے لئے حضرت اقدس کے حضور دعائے خاص کیلئے درخواست پیش کر سکے

۲۔ گذشتہ سال کا بقایا جلد صاف کیا جائے۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ ختم ہونیوالے سال کے وعدے کو ابھی پورا نہیں ہو سکے وہ آخر جنوری تک سو فیصدی وصولی کرنیکی بھی جملہ خدام اور انصار کوشش فرمائیں۔ اور وعدہ کنندگان کی یہ بات پوری طرح ذہن نشین کرائیں کہ ہر وعدہ کرنیوالا اپنے وعدہ کے متعلق خدا کے حضور پوچھا جائیگا پس مومن جو وعدہ اپنے خدا سے کرے اس کو ضرور پورا کریں خواہ اس راستہ میں انکو کتنی بھی قربانی کرنی پڑے اور درحقیقت اس قسم کی قربانیاں ہی آگے بڑی جزا کا باعث بنتی ہیں پس ضرورت اس امر کی ہے کہ بقایا دار وعدہ کنندگان فوری توجہ فرما کر اس کی ادائیگی کا فکر کریں اور ختم شدہ گذشتہ سال کے بقایا کی ادائیگی سو فیصدی جلد از جلد پوری ہونی چاہیئے۔ بلکہ

اخلاص اور قربانی کا تقاضہ یہ ہے

کہ نئے سال کے وعدہ کرنیوالے احباب بھی کوشش کریں کہ جس حد تک ممکن ہو سکے ساتھ ہی وعدوں کی ادائیگی بھی کر کے اطلاع دیں۔ خدمت دین کے معاملہ میں جو احباب اپنا قدم آگے رکھتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سابقون الاولون میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوتے ہیں۔ تمام خدام۔ انصار اور عہدہ داران کو چاہیئے کہ تحریک جدید کے سابقہ بقایا کی ادائیگی اور موجودہ سال کے وعدہ جات کی طرف فوری توجہ دیکر مرکز میں اطلاع دیں تاکہ فروری کے پہلے ہفتہ میں اخبار بدر میں شائع ہونیوالی فہرست اور سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور بغرض دعا پیش کی جانیوالی رپورٹ میں ان کے نام شامل ہو سکیں

اللہ تعالیٰ جماعت کے جملہ احباب کو خدمت دین کے اس مبارک موقعہ سے پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق خاص توجہ اور محاسبہ کی ضرورت ہے

بعض لوگ غلط فہمی سے یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا سال ہمیشہ ماہ رجب سے شروع ہوتا ہے۔ یہ خیال درست نہیں۔

اگر ایک شخص ماہ رمضان میں چاندی کے نصاب کا مالک ہوتا ہے۔ اور ماہ شوال میں سونے کے نصاب کا تو وہ جب تک مالک نصاب رہے گا۔ اسی ترتیب سے ساتھ انہیں مہینوں سے اس کے سال کا شروع یا اختتام تسلیم کیا جائے گا اور ان ہی مہینوں میں اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہوا کرے گی۔

کئی افراد جماعت کے اپنے مقررہ چندہ کو غلطی سے زکوٰۃ کا قائم مقام خیال کرکے ادائیگی زکوٰۃ سے لاپرواہی اختیار کرتے ہیں۔ دوستوں کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت کی طرف سے عاید کردہ کوئی لازمی یا عمومی چندہ زکوٰۃ کا قائم مقام تصور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت شرط ہے۔ اور اس کی مقدار میں کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے اور اس کے مصروف کے اخراجات مقرر ہیں۔ اس لئے کسی اور جماعتی چندہ کو بطور زکوٰۃ کے اندر محسوب کرنا درست نہیں ہے۔

دوستوں کا فرض ہے کہ وہ زکوٰۃ کی فرضیت کے مدنظر اپنا محاسبہ کریں تاکہ عدم ادائیگی زکوٰۃ کے باعث وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ نہ ٹھہریں۔ اگر درست توجہ کریں تو اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے اور سالانہ آمد زکوٰۃ میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

جماعت کے عہدیداروں اور مبلغین صاحبان کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ اور جماعت میں زکوٰۃ کی اہمیت اور مسائل سے جملہ احمدی مردوں اور مستورات پر واضح کریں اور ان کو تاکید کریں کہ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت زکوٰۃ کی جملہ رقوم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

فتنہ پردازوں کے متعلق ضروری اعلان

ایک نام نہاد "حقیقت پسند پارٹی" جو منافقین کی طرف سے دہلی میں قائم کی گئی ہے اس نے گمراہ کن خطوط اور ٹریکٹ قادیان بھجوائے ہیں۔ ممکن ہے بیرونی جماعتوں سے بھی وہ خط و کتابت کریں۔ اس صورت میں جماعتیں ان کے خطوط بجنسہ نظارت ہذا کو بھجوا دیں تامرکز حالات سے باخبر رہے۔

ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان

اعلان ضروری

احباب جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع و آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انجمن احمدیہ دار التبلیغ کلکتہ میں مستورات کے قیام کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے اور نہ ہی موجودہ صورت میں فی الحال کوئی گنجائش ہے۔

اس لئے احباب جماعت میں سے کوئی فرد بھی مستورات کو ہمراہ لائیں یا مستورات کے ہمراہ اس ماہ سے گذر ہو اور وہ کچھ وقت کے لئے قیام کرنا چاہتے ہوں وہ مسافر خانہ جو کہ کولو ٹولہ اور چیت پور میں واقع ہے۔ وہاں تشریف لے جایا کریں جہاں پردہ نشین عورتوں کے لئے پردہ کا بہتر انتظام ہے یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاکسار کو قبل از وقت اطلاع دے دیں تاکہ کسی مناسب جگہ پر ان کے رہائش کا انتظام کر دیا جائے۔

اعلان ہذا کے بعد بھی اگر احباب توجہ نہ کریں گے تو بوقت ضرورت ان کی شکایات بیجا محض ہوں گی۔

اس اعلان کی نقل لغرض اشاعت روزنامہ الفضل کو بھی بھیجی جا رہی ہے۔ پاکستان کے احباب (بالخصوص مشرقی پاکستان کے احباب) خاص طور سے توجہ فرما دیں۔ نیز احباب کو چاہیئے کہ اپنا شناختی کارڈ اپنے ضلع یا شہر کے امیر یا پریذیڈنٹ سے لکھوا کر اپنے ہمراہ رکھ لیا کریں۔ تاکہ ضرورت پر انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

المعلن خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ انچارج احمدیہ دار التبلیغ جماعت احمدیہ کلکتہ

205 PARK ST. CAL 17

اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں آڈیٹر کی آسامی کے لئے ایک کلرک کی ضرورت ہے تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ و لیاقت دی جائے گی۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹس، سابقہ تجربہ، عمر و صحت وغیرہ کی تفصیل کے ساتھ اپنی جماعت یا قریب کی جماعت کے امیر یا صدر کی تصدیق سے ۲۵/۱ تک بھجوا دیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان